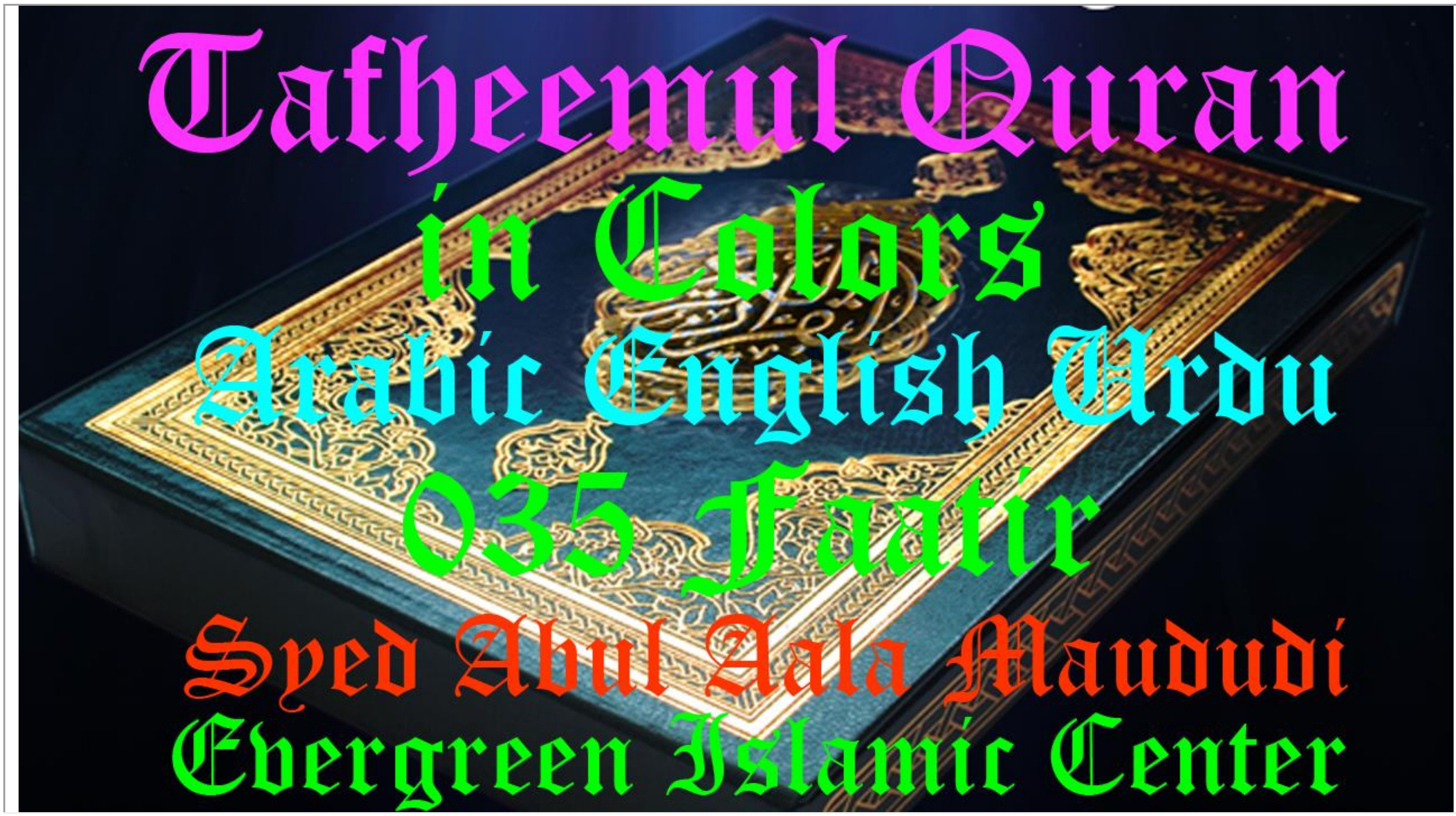

فَاطِر Faatir

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful

Name

The word *Faatir* of the first very verse is the title given to this Surah, which simply means that it is a Surah in which the word *Faatir* has occurred. The other name is *Al-Malaika*, which also occurs in the first verse.

Period of Revelation

The internal evidence of the style shows that the period of the revelation of this Surah is probably the middle Makkan period, and specially that part of it when antagonism had grown quite strong and every sort of mischief was being adopted to frustrate the mission of the Prophet (peace be

upon him).

Subject Matter and Theme

The discourse is meant to warn and reprove to the people of Makkah and their chiefs for their antagonistic attitude that they had adopted towards the Prophet's (peace be upon him) message of *Tauhid*, as if to say: O people, the message to which this Prophet (peace be upon him) is calling you is to your own advantage. Your anger, your tricks and machinations against it and your conspiracies and designs to frustrate it are not directed against him but against your own selves. If you do not listen to him, you will be harming your own selves, not him. Just consider and ponder over what he says. There is nothing wrong in it. He repudiates shirk. If you look around carefully, you will realize that there is no basis for shirk in the world. He presents the doctrine of *Tauhid*. If you use your common sense, you will come to the conclusion that there is no being, beside Allah, Creator of the Universe, which might possess divine attributes and powers and authority. He tells you that you have not been created to be irresponsible in this world, but you have to render an account of your deeds before your God, and that there is a life after the life of this world when everyone will meet the consequences of what he has done here. If you think a little, you will see that your doubts and your astonishment about it are absolutely baseless. Don't you see the phenomenon of the reproduction of creation day and night. How can then your own recreation be impossible for that God who created you from an insignificant sperm drop? Doesn't your own intellect testify that the good and

the evil cannot be alike? Then think and judge for yourselves as to what is reasonable, should the good and the evil meet with the same fate and end up in the dust, or should the good be requited with good and the evil with evil? Now, if you do not admit and acknowledge these rational and reasonable things and do not abandon your false gods, and wish to continue living only as irresponsible people in the world, the Prophet (peace be upon him) will not lose anything. It is only you yourselves who will suffer the consequences. The Prophet's (peace be upon him) only responsibility was to make the truth plain to you, which be has done.

In this connection, the Prophet (peace be upon him) has been consoled again and again, as if to say: When you are doing full justice to the preaching of your mission, you do not incur any responsibility for those who persist in their error and do not accept and follow the right way. Furthermore, he has also been consoled to the effect: You should neither grieve on account of those who do not want to believe, nor consume yourself with the thought of how to bring them to the rights path. Instead of this, you should pay your full attention to those who are inclined to listen to you.

The believers, in this connection, have also been given the good news so that they may feel strengthened and encouraged and remain steadfast on the path of the truth with full faith in the promises made by Allah.

نام

پہلی ہی آیت کا لفظ ''فاطر'' اس سورۃ کا عنوان قرار دیا گیا ہے جس کے معنی صرف یہ ہیں کہ یہ وہ سورۃ ہے

جس میں فاطر کا لفظ آیا ہے۔ دوسرا نام ”الملآئکہ“ بھی ہے اور یہ لفظ بھی پہلی آیت میں وارد ہوا ہے۔

زمانۂ نزول

اندازِ کلام کی اندرونی شہادت سے مترشح ہوتا ہے کہ اس سورۃ کے نزول کا زمانہ غالباً مکہ معظمہ کا دور متوسط ہے، اور اس کا بھی وہ حصہ جس میں مخالفت اچھی خاصی شدّت اختیار کر چکی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ناکام کرنے کے لیے ہر طرح کی بری سے بری چالیں چلی جا رہی تھیں۔

موضوع و مضمون

کلام کا مدعا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ توحید کے مقابلہ میں جو رویہ اس وقت اہل مکہ اور ان کے سرداروں نے اختیار کر رکھا تھا اس پر ناصحانہ انداز میں ان کو تنبیہ و ملامت بھی کی جائے اور معلمانہ انداز میں فہمائش بھی۔ مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ نادانو، یہ نبی جس راہ کی طرف تم کو بلا رہا ہے اس میں تمہارا اپنا بھلا ہے۔ اس پر تمہارا غصہ، اور تمہاری مکاریاں اور چالبازیاں، اور اس کو ناکام کرنے کے لیے تمہاری تدبیریں دراصل اس کے خلاف نہیں بلکہ تمہارے اپنے خلاف پڑ رہی ہیں۔ اس کی بات نہ مانو گے تو اپنا ہی کچھ بگاڑو گے، اس کا کچھ نہ بگاڑو گے۔ وہ جو کچھ تم سے کہہ رہا ہے اس پر غور تو کرو، آخر اس میں غلط کیا بات ہے۔ وہ شرک کی تردید کرتا ہے۔ تم خود آنکھیں کھول کر دیکھو، کیا شرک کے لیے دنیا میں کوئی معقول بنیاد موجود ہے؟ وہ توحید کی دعوت دیتا ہے۔ تم خود عقل سے کام لے کر غور کرو، کیا للہ فاطر السمٰوات و الارض کے سوا کہیں کوئی ایسی ہستی پائی جاتی ہے جو خدائی صفات اور اختیارات رکھتی ہو؟ وہ تم سے کہتا ہے کہ تم اس دنیا میں غیر ذمہ دار نہیں ہو بلکہ تمہیں اپنے خدا کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اور اس دنیوی زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے جس میں ہر ایک کو اپنے کیے کا نتیجہ دیکھنا ہو گا۔ تم خود سوچو کہ اس پر تمہارے شبہات اور اچنبھے کس قدر بے اصل ہیں۔ کیا تمہاری آنکھیں رات دن اعادہ خلق کا مشاہدہ نہیں کر رہی ہیں؟ پھر تمہارا ہی اعادہ اس خدا کے لیے کیوں ناممکن ہو جس نے تم کو ایک ذرا سے نطفے سے پیدا کر دیا۔ کیا تمہاری عقل یہ گواہی نہیں دیتی کہ بھلے اور برے کو یکساں نہ ہونا چاہیے؟ پھر تم ہی بتاؤ کہ معقول بات کیا ہے؟ یہ کہ بھلے اور برے کا انجام یکساں ہو، یعنی مٹی میں ملنا اور فنا ہو جانا؟ یا یہ کہ بھلے کو بھلا اور برے کو برا بدلہ ملے؟ اب اگر ان سراسر معقول

اور مبنی بر حقیقت باتوں کو تم نہیں مانتے اور جھوٹے خداؤں کی بندگی نہیں چھوڑتے اور اپنے آپ کو غیر ذمہ دار سمجھتے ہوئے شتر بے مہار ہی کی طرح دنیا میں جینا چاہتے ہو تو اس میں نبی کا کیا نقصان ہے۔ شامت تو تمہاری اپنی ہی آئے گی۔ نبی پر صرف سمجھانے کی ذمہ داری تھی، اور وہ اس نے ادا کر دی۔

سلسلہ کلام میں بار بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ جب نصیحت کا حق پوری طرح ادا کر رہے ہیں تو گمراہی پر اصرار کرنے والوں کے راہ راست قبول نہ کرنے کی کوئی ذمہ داری آپ کے اوپر عائد نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ آپ کو یہ بھی سمجھایا گیا ہے کہ جو لوگ نہیں ماننا چاہتے ان کے رویے پر نہ آپ صلعم غمگین ہوں اور نہ انہیں راہ راست پر لانے کی فکر میں اپنی جان گھلائیں۔ اس کے بجائے آپ صلعم اپنی توجہات ان لوگوں پر صرف کریں جو بات سننے کے لیے تیار ہیں۔

ایمان قبول کرنے والوں کو بھی اسی سلسلے میں بڑی بشارتیں دی گئی ہیں تاکہ ان کے دل مضبوط ہوں اور وہ اللہ کے وعدوں پر اعتماد کر کے راہ حق میں ثابت قدم رہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔	In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful.
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱﴾	سب تعریف اللہ کیلئے ہے پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا۔ مقرر کیا جس نے فرشتوں کو پیغام رساں۔ *1 بازوؤں والے دو اور تین اور چار۔ *2 بڑھاتا ہے وہ تخلیق میں جو چاہتا ہے *3۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔	1. All praise be to Allah, the Originator of the heavens and the earth, who appointed the angels messengers *1 having wings two, and three and four. *2 He increases in creation what He wills. *3 Indeed Allah, over all things, has power.

*1 This can have two meanings:

(1) That these angels perform the service of communicating messages between Allah and His Prophets.
(2) That it is the duty of these angels to convey and enforce the commands of Allah Almighty throughout the universe.
The object is to impress this truth: The position of the angels whom the polytheists have made their gods and goddesses is no more than of obedient servants of Allah, the One. Just as the servants of a king run about for the implementation of his orders, so do these angels fly about in the service of the real Sovereign of the Universe. These servants have no authority of their own; All powers rest with Allah, Who is the real Sovereign.

1*اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ فرشتے اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے درمیان پیغام رسانی کی خدمت انجام دیتے ہیں، اور یہ بھی کہ تمام کائنات میں اللہ جل شانہ کے احکام لے جانا اور ان کو نافذ کرنا انہی فرشتوں کا کام ہے۔ ذکر کا مقصود یہ حقیقت ذہن نشین کرنا ہے کہ فرشتے جن کو مشرکین دیوی اور دیوتا بنائے بیٹھے ہیں، ان کی حیثیت اللہ وحدہٗ لا شریک کے فرماں بردار خادموں سے زائد کچھ نہیں ہے۔ جس طرح کسی بادشاہ کے خدام اس کے احکام کی تعمیل کے لیے دوڑے پھرتے ہیں اس طرح یہ فرشتے کائنات کے فرمانروائے حقیقی کی خدمت بجا لانے کے لیے اُڑے پھرتے ہیں۔ ان خادموں کے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ سارے اختیارات اصل فرمانروا کے ہاتھ میں ہیں۔

*2 We have no means of knowing what is the nature of the wings of these angels. But when Allah has used this word, which in human language is used for the wings of birds, instead of any other words, to express and depict the truth, one can certainly conclude that this very word of our language is nearest to the actual meaning. The mention of two and three and four pairs of the wings shows that

different angels have been granted different degrees of powers by Allah. They have been equipped with different powers of speed and efficiency as demanded by the nature of service for which they arc employed.

2*ہمارے پاس یہ جاننے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ان فرشتوں کے بازوؤں اور پروں کی کیفیت کیا ہے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے اس کیفیت کو بیان کرنے کے لیے دوسرے الفاظ کے بجائے وہ لفظ استعمال فرمایا ہے جو انسانی زبان میں پرندوں کے بازوؤں کے لیے استعمال ہوتا ہے تو یہ تصور ضرور کیا جا سکتا ہے کہ ہماری زبان کا یہی لفظ اصل کیفیت سے قریب تر ہے۔ دو دو اور تین تین اور چار چار بازوؤں کے ذکر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مختلف فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے مختلف درجہ کی طاقتیں عطا فرمائی ہیں اور جن سے جیسی خدمت لینی مطلوب ہے اس کو ویسی ہی زبردست سرعتِ رفتار اور قوت کار سے آراستہ فرمایا گیا ہے۔

*3 These words show that the number of the wings of the angels is restricted to four, but Allah has provided some angels with more wings than four. According to a Hadith related by Abdullah bin Masud, the Prophet (peace be upon him) once saw the Angel Gabriel with six hundred wings. (Bukhari, Muslim, Tirmidhi). Aishah relates that the Prophet (peace be upon him) had seen Gabriel twice in his real form: he had six hundred wings and had covered the entire horizon (Tirmidhi).

3*ان الفاظ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ فرشتوں کی بازوؤں کی انتہائی تعداد چار ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے بعض فرشتوں کو اس سے بھی زیادہ بازو عطا فرمائے ہیں۔ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو ایک مرتبہ اس شکل میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور صلعم نے جبریل کو دو مرتبہ ان کی اصلی شکل میں دیکھا ہے، ان کے چھ سو بازو تھے اُفق پر چھائے ہوئے تھے، (ترمذی)۔

2. Whatever opens Allah to mankind of mercy, then none can withhold it. And what He withholds, then none can send it thereafter.*4 And He is the All Mighty, the All Wise.*5	جو کچھ کھول دیتا ہے اللہ لوگوں کیلئے رحمت کو تو نہیں کوئی روکنے والا اسکو ۔ اور جو وہ روک دے تو نہیں کوئی بھیجنے والا اسکو اسکے بعد۔*4 اور وہ ہے غالب حکمت والا ۔*5	مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٢

*4 This is also meant to remove the misunderstanding of the polytheists, who believed that from among the servants of Allah, someone gave them the provision, someone the children and someone health to their patients. All these superstitions of shirk are baseless, and the pure truth is just that whatever of mercy reaches the people, reaches to them only through Allah Almighty's bounty and grace. No one else has the power either to bestow it or to withhold it. This theme has been expressed at many places in the Quran and the *Ahadith* in different ways so that man may avoid the humiliation of begging at every door and at every shrine and may realize that making or marring of his destiny is in the power of One Allah alone and of none else.

*4اس کا مقصود بھی مشرکین کی اس غلط فہمی کو رفع کرنا ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے کوئی انہیں روزگار دلانے والا اور کوئی ان کو اولاد عطا فرمانے والا اور کوئی ان کے بیماروں کو تندرستی بخشنے والا ہے۔ شرک کے یہ تمام تصورات بالکل بے بنیاد ہیں اور خالص حقیقت صرف یہ ہے کہ جس قسم کی رحمت بھی بندوں کو پہنچتی ہے محض اللہ عزوجل کے فضل سے پہنچتی ہے۔ کوئی دوسرا نہ اس کے عطا کرنے پر قادر ہے اور نہ روک دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ یہ مضمون قرآن مجید اور احادیث میں بکثرت مقامات پر مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے تاکہ انسان در در کی بھیک مانگنے اور ہر آستانے پر ہاتھ پھیلانے سے بچے اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ

لے کہ اس کی قسمت کا بننا اور بگڑنا ایک اللہ کے سوا کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں ہے۔

*5 "He is the All-Mighty": He is dominant and the owner of Sovereignty: none can stop His judgments from being enforced. Also "He is All-Wise": every act of His is based on wisdom. When He gives somebody something He gives because it is demanded by wisdom, and when He withholds something from somebody, He withholds it because it would be against wisdom to give it.

*5 زبردست ہے، یعنی سب پر غالب اور کامل اقتدارِ اعلیٰ کا مالک ہے۔ کوئی اس کے فیصلوں کو نافذ ہونے سے نہیں روک سکتا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ حکیم بھی ہے۔ جو فیصلہ بھی وہ کرتا ہے سراسر حکمت کی بنا پر کرتا ہے۔ کسی کو دیتا ہے تو اس لیے دیتا ہے کہ حکمت اسی کی مقتضی ہے۔ اور کسی کو نہیں دیتا تو اس لیے نہیں دیتا کہ اسے دینا حکمت کے خلاف ہے۔

3. O people, remember favor of Allah upon you. *6 Is there any creator other than Allah who provides for you from the heaven and the earth. There is no god except Him. Wherefrom then are you being deluded. *7	اے لوگوں یاد کرو نعمت اللہ کی تمہارے اوپر۔ *6 کیا ہے کوئی خالق سوائے اللہ کے جو رزق دیتا ہو تمکو آسمان سے اور زمین سے۔ نہیں ہے معبود سوا اسکے۔ توکہاں سے تم بھکائے جاتے ہو۔ *7	يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳﴾

*6 "Remember Allah's favor upon you": Do not be ungrateful: do not forget that whatever you have, has been given by Allah. In other words, this sentence is meant to warn that whoever worships other than Allah, or regards a

blessing as a favor done by other than Allah, or thanks other than Allah for a favor received, or prays to other than Allah for the grant of a blessing, is ungrateful.

6*یعنی احسان فراموش نہ بنو۔ نمک حرامی نہ اختیار کرو۔ اس حقیقت کو نہ بھول جاؤکہ تمہیں جو کچھ بھی حاصل ہے اللہ کا دیا ہوا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ فقرہ اس بات پر متنبہ کر رہا ہے کہ جو شخص بھی اللہ کے سوا کسی کی بندگی و پرستش کرتا ہے، یا کسی نعمت کو اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کی عطا بخشش سمجھتا ہے، یا کوئی نعمت کے ملنے پر اللہ کے سوا کسی اور کا شکر بجا لاتا ہے، یا کوئی نعمت مانگنے کے لیے اللہ کے سوا کسی اور سے دعا کرتا ہے، وہ بہت بڑا احسان فراموش ہے۔

*7 There is a subtle gap between the first and the second sentence, which is being filled by the context itself. To understand this, one may visualize the scene like this: The polytheists are being addressed. The speaker asks the audience: "Is there another creator beside Allah, who might have created you, and might be arranging provisions for you from the earth and heavens?" After this question the speaker waits for the answer. But there is no reply from anywhere. No one replies that there is another one beside Allah, who is their creator and sustainer. This by itself shows that the audience also believe that there is none beside Allah, who could be their creator and sustainer. Then the speaker says: "If so, then He alone can also be the Deity and no one else. How have you been so deceived? Why have you taken these others as your deities, when Allah alone is your Creator and Sustainer?"

7* پہلے فقرے اور دوسرے فقرے کے درمیان ایک لطیف خلا ہے جسے کلام کا موقع و محل خود بھر رہا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے یہ نقشہ چشم تصور کے سامنے لائیے کہ تقریر مشرکین کے سامنے ہو رہی ہے۔ مقرر

حاضرین سے پوچھتا ہے کہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہو اور جو زمین و آسمان سے تمہاری رزق رسانی کا سامان کر رہا ہو؟ یہ سوال اٹھا کر مقرر چند لمحے جواب کا انتظار کرتا ہے۔ مگر دیکھتا ہے کہ سارا مجمع خاموش ہے۔ کوئی نہیں کہتا کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق و رازق ہے۔ اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حاضرین کو بھی اس امر کا اقرار ہے کہ خالق و رازق اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ تب مقرر کہتا ہے کہ معبود بھی پھر اس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ آخر تمہیں یہ دھوکا کہاں سے لگ گیا کہ خالق و رازق تو ہو صرف اللہ، مگر معبود بن جائیں اس کے سوا دوسرے۔

وَ اِنۡ یُّکَذِّبُوۡکَ فَقَدۡ کُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِکَ ؕ وَ اِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴﴾	اور اگر یہ جھٹلائیں تمکو *8 تو یقیناً جھٹلائے جا چکے ہیں رسول تم سے پہلے ۔ اور اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے تمام معاملات۔ *9	4. And if they deny you*8 then certainly were denied the messengers before you. And to Allah will be returned all the matters. *9

*8 “If they deny”: If they do not believe that there is no one worthy of worship but Allah, and accuse you of having made a false claim to Prophethood.

*8 یعنی تمہاری اس بات کو نہیں مانتے کہ اللہ کے سوا عبادت کا مستحق کوئی نہیں ہے، اور تم پر یہ الزام رکھتے ہیں کہ تم نبوت کا ایک جھوٹا دعویٰ لے کر کھڑے ہو گئے ہو۔

*9 That is, it is not for the people to give the verdict that whomsoever they call a liar should in fact become a liar. The judgment rests with Allah. He shall in the end decide who was the liar, and shall bring the real liars to their evil end.

*9 یعنی فیصلہ لوگوں کے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جسے وہ جھوٹا کہہ دیں وہ حقیقت میں جھوٹا ہو جائے فیصلہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ آخر کار بتا دے گا کہ جھوٹا کون تھا اور جو حقیقت میں جھوٹے ہیں انہیں ان کا انجام بھی دکھا دے گا۔

5. O mankind, indeed, the promise of Allah is true. *10 So let not deceive you the life of the world, *11 and let not deceive you about Allah the deceiver. *12

اے لوگوں بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔*10 تو نہ دھوکے میں ڈالے تمکو دنیا کی زندگی۔ *11 اور نہ دھوکہ دے تمکو اللہ کے بارے میں دھوکے باز۔ *12

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۗ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝٥

*10 "The promise" implies the promise of the Hereafter to which allusion was made in the preceding sentence, saying: "And to Allah return all matters."

*10 وعدے سے مراد آخرت کا وعدہ ہے جس کی طرف اوپر کے اس فقرے میں اشارہ کیا گیا تھا کہ تمام معاملات آخر کار اللہ کے حضور پیش ہونے والے ہیں۔

*11 "Let not deceive you": Deceive you that the world is an end in itself: that there is no Hereafter when one will have to render an account of one's deeds: or that even if there is the Hereafter, the one who is enjoying life here will enjoy life there, too.

*11 یعنی اس دھوکے میں کہ جو کچھ ہے بس یہی دنیا ہے، اس کے بعد کوئی آخرت نہیں ہے جس میں اعمال کا حساب ہونے والا ہو۔ یا اس دھوکے میں کہ اگر کوئی آخرت ہے بھی تو جو اس دنیا میں مزے کر رہا ہے وہ وہاں بھی مزے کرے گا۔

*12 "Great deceiver": Satan, as is evident from the next sentence. And "deceive you concerning Allah" means:

(1) That he should make some people believe that Allah does not exist at all.

(2) Involve others in the misunderstanding that Allah after having once created the world, has retired and has now

practically nothing to do with the universe any more.

(3) Delude others into believing that Allah no doubt is running the universe, but He has taken no responsibility of providing guidance to man: therefore, revelation and prophethood are a mere deception.

(4) Give still others the false hope that since Allah is All-Forgiving and All-Merciful. He will forgive one whatever sins one might have committed, and that He has some beloved ones too: if one remains attached to them, success and salvation are assured.

12*" دھوکے باز" سے مراد یہاں شیطان ہے، جیسا کہ آگے کا فقرہ بتا رہا ہے۔ اور " اللہ کے بارے میں" دھوکا دینے سے مراد یہ ہے کہ وہ کچھ لوگوں کو تو یہ باور کرائے کہ خدا سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اور کچھ لوگوں کو اس غلط فہمی میں ڈالے کہ خدا ایک دفعہ دنیا کو حرکت دے کر الگ جا بیٹھا ہے، اب اسے اپنی بنائی ہوئی اس کائنات سے عملاً کوئی سروکار نہیں ہے۔ اور کچھ لوگوں کو یہ چکر دے کہ خدا کائنات کا انتظام تو بے شک کر رہا ہے، مگر اس نے انسانوں کی رہنمائی کرنے کا کوئی ذمہ نہیں لیا ہے، اس لیے یہ وحی و رسالت محض ایک ڈھکوسلا ہے۔ اور کچھ لوگوں کو یہ جھوٹے بھروسے دلائے کہ اللہ بڑا غفور رحیم ہے، تم خواہ کتنے ہی گناہ کرو، وہ بخش دے گا، اور اس کے کچھ پیارے ایسے ہیں کہ ان کا دامن تھام لو تو بیڑا پار ہے۔

6. Indeed, Satan to you is an enemy, so take him as an enemy. He only invites his faction that they may be among the companions of the blazing fire.	بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے سمجھو دشمن ۔ وہ تو صرف بلاتا ہے اپنے گروہ کو تاکہ وہ ہو جائیں دوزخ والوں میں ۔	اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۭ 6
7. Those who disbelieved, *13 for	وہ جنہوں نے کفر کیا *13 انکے	اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ

them is a severe punishment. And those who believed and did righteous deeds, for them is forgiveness and a great reward. *14	لئے ہے شدید عذاب ۔ اور وہ جو ایمان لائے اور کرتے رہے نیک اعمال انکے لئے ہے مغفرت اور بڑا اجر۔ *14	شَدِيۡدٌ ؕ وَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّ اَجۡرٌ كَبِيۡرٌ ۝ ٧

*13 "Those who disbelieve": those who will refuse to believe in this invitation of Allah's Book and His Messenger.

13* یعنی خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی اس دعوت کو ماننے سے انکار کر دیں گے۔

*14 That is, Allah will overlook their errors and will reward them for their good deeds not merely with what they will just deserve but much more richly and generously.

14* یعنی اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا اور جو نیک عمل انہوں نے کیے ہوں گے ان کا محض برابر سرابر ہی اجر دے کر ہی نہ رہ جائے گا بلکہ انہیں بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

8. Then *15 is he, has been made fair seeming to whom the evil of his deed, so he looked upon it as good. *16 Then indeed, Allah sends astray whom He wills, and guides whom He wills. So do not let perish yourself over them in regret. *17 Indeed, Allah is Aware of what they do. *18	تو *15 کیا وہ کہ آراستہ کر دیا گیا ہو جسکے لئے اسکا برا عمل پھر اس نے دیکھا اسکو عمدہ۔ *16 تو بیشک اللہ گمراہ رہنے دیتا ہے جسکو وہ چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسکو وہ چاہتا ہے۔پس نہ جاتی رہے تمہاری جان ان کی خاطر افسوس کر کے ۔ *17 یقیناً اللہ واقف ہے اس سے جو کچھ یہ کرتے ہیں ۔ *18	اَفَمَنۡ زُيِّنَ لَهٗ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنۡ يَّشَآءُ وَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذۡهَبۡ نَفۡسُكَ عَلَيۡهِمۡ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ ۝ ٨

*15 Verses 3-7 were addressed to the common people. In this paragraph mention has been made of the standard bearers of error and deviation, who were exerting their utmost to frustrate and defeat the mission of the Prophet (peace be upon him).

*15 اوپر کے دو پیراگراف عوام الناس کو خطاب کر کے ارشاد ہوئے تھے۔ اب اس پیراگراف میں ان علمبرداران ضلالت کا ذکر ہو رہا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو نیچا دکھانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔

*16 That is, one kind of perverted person is he who commits evil but knows and understands that he is committing evil. Such a person can be reformed by counsel and advice, and sometimes his own conscience also pricks and brings him to the right path, for his habits only are perverted, not his mind. But there is another kind of a person whose mentality has been perverted, who has lost the discrimination between good and evil, for whom the life of sin has become alluring and lustrous, who abhors good and takes evil for civilization and culture, who regards goodness and piety as things of the past, and sinfulness and wickedness as progressiveness, and for whom guidance becomes error and error becomes guidance. Such a person is not amenable to any advice and any admonition. He neither takes warning from his own follies nor listens to a well wisher. It is useless to waste ones time and energy for the reformation of such a person. Instead, the inviter to the truth should turn his attention towards those whose consciences may still be alive and who may still be inclined to listen to the truth.

*16 یعنی ایک بگڑا ہوا آدمی تو وہ ہوتا ہے جو برا کام تو کرتا ہے مگر یہ جانتا اور مانتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے برا کر

رہا ہے۔ ایسا شخص سمجھانے سے بھی درست ہو سکتا ہے اور کبھی خود اس کا اپنا ضمیر بھی ملامت کر کے اسے راہ راست پر لا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی صرف عادتیں ہی بگڑی ہیں۔ ذہن نہیں بگڑا۔ لیکن ایک دوسرا شخص ایسا ہوتا ہے جس کا ذہن بگڑ چکا ہوتا ہے، جس میں برے اور بھلے کی تمیز باقی نہیں رہتی، جس کے لیے گناہ کی زندگی ایک مرغوب اور تابناک زندگی ہوتی ہے، جو نیکی سے گھن کھاتا ہے اور بدی کو عین تہذیب و ثقافت سمجھتا ہے، جو صلاح و تقویٰ کو دقیانوسیت اور فسق و فجور کو ترقی پسندی خیال کرتا ہے، جس کی نگاہ میں ہدایت گمراہی اور گمراہی سراسر ہدایت بن جاتی ہے۔ ایسے شخص پر کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔ وہ نہ خود اپنی حماقتوں پر متنبہ ہوتا ہے اور نہ کسی سمجھانے والے کی بات سن کر دیتا ہے۔ ایسے آدمی کے پیچھے پڑنا لا حاصل ہے۔ اسے ہدایت دینے کی فکر میں اپنی جان گھلانے کے بجائے داعی حق کو ان لوگوں کی طرف توجہ کرنی چاہیے جن کے ضمیر میں ابھی زندگی باقی ہو اور جنہوں نے اپنے دل کے دروازے حق کی آواز کے لیے بند نہ کر لیے ہوں۔

***17 The insertion of the words "Then indeed, Allah sends astray whom He wills, and guides whom He wills" between the preceding and this sentence, clearly gives the meaning that Allah deprives, of the grace of guidance, those who become so perverted mentally, and leaves them to wander aimlessly in the ways in which they themselves wish to remain lost. After making the Prophet (peace be upon him) realize this fact Allah exhorts him to the effect: It is not within your power to bring such people to the right path; therefore, have patience in their regard. Just as Allah is indifferent about them, so should you also avoid being unduly anxious about their reformation.**

Here, one should bear in mind two things very clearly. First, the people being mentioned here were not the common people, but the chiefs of Makkah, who were employing every falsehood, every fraud and every trick to defeat the mission of the Prophet (peace be upon him).

These people were, in fact, not involved in any misunderstanding about the Prophet (peace be upon him). They knew well what he was calling them to and what were the evils and moral weaknesses which they themselves were striving to maintain. After knowing and understanding all this, they had firmly resolved not to let him succeed in his object. And for this purpose they did not feel any hesitation in using any mean or petty device. Now, evidently the people who deliberately and after annual consultation invent a new falsehood every next day and spread it against a person, can deceive the whole world but as for themselves they know that they are the liars and that the person whom they have accused is free of every blame. Then, if the person against whom the false propaganda is being made also does not react and respond in a way opposed to truth and righteousness, the unjust people also cannot help realizing that their opponent is a truthful and honest man. If in spite of this the people do not feel ashamed of their misconduct and continue to oppose and resist the truth with falsehood, their conduct itself testifies that they are under Allah's curse and they can no longer discriminate between good and evil.

Secondly, if Allah had only meant to make Prophet (peace be upon him) understand the supreme truth, He could have secretly made him aware of this. There was no need to proclaim it openly in the revelation. To mention it in the Quran and to proclaim it to the world was in fact meant to warn the common people that the leaders and the religious guides whom they were following blindly were the people of

perverted mentality, whose mean conduct was itself an evidence that they were under the curse of Allah.

*17 پہلے فقرے اور اس فقرے کے درمیان یہ ارشاد کہ "اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے راہ راست دکھا دیتا ہے" صاف طور پر یہ معنیٰ دے رہا ہے کہ جو لوگ اس حد تک اپنے ذہن کو بگاڑ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کی توفیق سے محروم کر دیتا ہے اور انہی راہوں میں بھٹکنے کے لیے انہیں چھوڑ دیتا ہے جن میں بھٹکتے رہنے پر وہ خود مصر ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت سمجھا کر اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ و سلم کو تلقین فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کو راہ راست پر لے آنا تمہارے بس میں نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے معاملہ میں صبر کر لو اور جس طرح اللہ کو ان کی پروا نہیں رہی ہے تم بھی ان کے حال پر غم کھانا چھوڑ دو۔

اس مقام پر دو باتیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہییں۔ ایک یہ کہ یہاں جن لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ عامۃ الناس نہیں تھے بلکہ مکہ معظمہ کے وہ سردار تھے جو نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی دعوت کو ناکام کرنے کے لیے ہر جھوٹ، ہر فریب اور ہر مکر سے کام لے رہے تھے۔ یہ لوگ در حقیقت حضور صلعم کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ تھے۔ خوب جانتے تھے کہ آپ کس چیز کی طرف بلا رہے ہیں اور آپ کے مقابلے میں وہ خود کن جہالتوں اور اخلاقی خرابیوں کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں ہیں۔ یہ سب کچھ جاننے اور سمجھ لینے کے بعد ٹھنڈے دل سے ان کا فیصلہ یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی بات کو نہیں چلنے دینا ہے۔ اور اس غرض کے لیے انہیں کوئی اوچھے سے اوچھا ہتھیار اور کوئی ذلیل سے ذلیل ہتھکنڈا استعمال کرنے میں باک نہ تھا۔ اب یہ ظاہر بات ہے کہ جو لوگ جان بوجھ کر اور آپس میں مشورے کر کر کے آئے دن ایک نیا جھوٹ تصنیف کریں اور اسے کسی شخص کے خلاف پھیلائیں وہ دنیا بھر کو دھوکا دے سکتے ہیں مگر خود اپنے آپ کو تو وہ جھوٹا جانتے ہیں اور خود ان سے تو یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہوتی کہ جس شخص پر انہوں نے ایک الزام لگایا ہے وہ اس سے بری ہے۔ پھر اگر وہ شخص جس کے خلاف یہ جھوٹے ہتھیار استعمال کیے جا رہے ہوں، ان کے جواب میں کبھی صداقت و راستبازی سے ہٹ کر کوئی بات نہ کرے تو ان ظالموں سے یہ بات بھی کبھی چھپی نہیں رہ سکتی کہ ان کا مد مقابل ایک سچا اور کھرا انسان ہے۔ اس پر بھی جن لوگوں کو اپنے کرتوتوں پر ذرا شرم نہ آئے اور وہ

سچائی کا مقابلہ مسلسل جھوٹ سے کرتے ہی چلے جائیں ان کی یہ روش خود ہی اس بات پر شہادت دیتی ہے کہ اللہ کی پھٹکار ان پر پڑ چکی ہے اور ان میں برے بھلے کی کوئی تمیز باقی نہیں رہی ہے۔

دوسری بات جسے اس موقع پر سمجھ لینا چاہیے وہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے پیش نظر محض اپنے رسول پاک ﷺ کو ان کی حقیقت سمجھانا ہوتا وہ خفیہ طور پر صرف آپ ﷺ ہی کو سمجھا سکتا تھا۔ اس غرض کے لیے وحی جلی میں علی الاعلان اس کے ذکر کی حاجت نہ تھی۔ قرآن مجید میں اسے بیان کرنے اور دنیا بھر کو سنا دینے کا مقصود دراصل عوام الناس کو متنبہ کرنا تھا کہ جب لیڈروں اور پیشواؤں کے پیچھے تم آنکھیں بند کیے چلے جا رہے ہو وہ کیسے بگڑے ہوئے ذہن کے لوگ ہیں اور ان کی بیہودہ حرکات کس طرح منہ سے پکار پکار کر بتا رہی ہیں کہ ان پر اللہ کی پھٹکار پڑی ہوئی ہے۔

***18 This sentence in itself contains the threat that a time is coming when Allah will punish them for their misdeeds. When a ruler says that he is fully aware of the misdeeds of a culprit, it does not only mean that the ruler has the knowledge of his misconduct, but it necessarily contains the warning that he will certainly punish him for this.**

*18 اس فقرے میں آپ ﷺ سے یہ دھمکی پوشیدہ ہے کہ ایک وقت آئے گا جب اللہ تعالیٰ انہیں ان کرتوتوں کی سزا دے گا۔ کسی حاکم کا کسی مجرم کے متعلق یہ کہنا کہ میں اس کی حرکتوں سے خوب واقف ہوں، صرف یہی معنی نہیں دیتا کہ حاکم کو اس کی حرکتوں کا علم ہے بلکہ اس میں یہ تنبیہ لازماً مضمر ہوتی ہے کہ میں اس کی خبر لے کر رہوں گا۔

9. And Allah it is who sends the winds so that they raise up the cloud, then We drive it to a land which is dead,	اور اللہ ہی ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر ہم اسے لیجاتے ہیں ایک بستی کی طرف جو بے جان ہے پھر ہم زندہ کر	وَ اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ

then We revive therewith the earth after its death. As such will be the resurrection. *19	دیتے ہیں اس سے زمین کو اس کے مر جانے کے بعد۔ اسی طرح ہوگا جی اٹھنا۔ *19	بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوۡرُ ۝۹

*19 That is, these ignorant people think that the Hereafter is impossible. That is why they are living under the delusion that they may do whatever they like in the world, the time will never come when they will have to appear before their God and render an account of their deeds. But this is no more than a delusion. On the Day of Resurrection, the dead men of all ages will suddenly rise back to life at one call of Allah just as the dead earth comes back to life at one shower of the rain and the roots, lying dead for ages, become green and start sprouting up from the layers of the earth.

*19 یعنی یہ نادان لوگ آخرت کو بعید از امکان سمجھتے ہیں اور اسی لیے اپنی جگہ اس خیال میں مگن ہیں کہ دنیا میں یہ خواہ کچھ کرتے رہیں بہر حال وہ وقت کبھی آنا نہیں ہے جب انہیں جواب دہی کے لیے خدا کے حضور حاضر ہونا پڑے گا۔ لیکن یہ محض ایک خیال خام ہے جس میں یہ مبتلا ہیں۔ قیامت کے روز تمام اگلے پچھلے مرے ہوئے انسان اللہ تعالیٰ کے ایک اشارے پر بالکل اسی طرح یکایک جی اٹھیں گے جس طرح ایک بارش ہوتے ہی سونی پڑی ہوئی زمین یکایک لہلہا اُٹھتی ہے اور مدتوں کی مری ہوئی جڑیں سرسبز و شاداب ہو کر زمین کی تہوں میں سے سر نکالنا شروع کر دیتی ہیں۔

10. Whoever intends to seek the honor, then to Allah belongs the honor, *20 entirely. To Him ascends the word of	جو طلبگار ہے عزت کا تو اللہ ہی کے لئے ہے عزت ساری کی ساری *20۔ اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور نیک عمل وہ بلند	مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ جَمِيۡعًا ؕ اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالۡعَمَلُ

purity, and the righteous deed He exalts it. *21 And those who plot evil deeds, *22 for them is a severe punishment. And the plot of such, it perishes.	کرتا ہے اسکو۔ *21 اور وہ لوگ جو تدبیریں کرتے ہیں برائیوں کی *22 انکے لئے سخت عذاب ہے۔اور مکر ایسے لوگوں کا خود ہی نابود ہو نیوالا ہے۔	الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَّ مَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿۱۰﴾

*20 It should be noted that whatever the chiefs of the Quraish were doing against the Prophet (peace be upon him), they were doing it for the sake of their honor and dignity. They thought that if the Prophet (peace be upon him) succeeded in his mission, their greatness and glory would fade away, their influence would die out and their honor among the Arabs would be ruined. At this it is being said: The honor that you have attained for yourselves by your disbelief and rebellion against Allah is a false honor, which is destined to be ruined. The real and enduring honor, which can never suffer debasement, can be attained only through service of Allah. If you turn sincerely and faithfully to Him, you will attain it. And if you turn away from Him, you are bound to live an abject and wretched life.

*20 یہ بات ملحوظ رہے کہ قریش کے سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں جو کچھ بھی کر رہے تھے اپنی عزت اور اپنے وقار کی خاطر کر رہے تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چل گئی تو ہماری بڑائی ختم ہو جائے گی، ہمارا اثر و رسوخ مٹ جائے گا اور ہماری جو عزت سارے عرب میں بنی ہوئی ہے وہ خاک میں مل جائے گی۔ اس پر فرمایا جا رہا ہے کہ خدا سے کفر و بغاوت کر کے جو عزت تم نے بنا رکھی ہے، یہ تو ایک جھوٹی عزت ہے جس کے لیے خاک ہی میں ملنا مقدر ہے حقیقی عزت اور پائدار عزت جو دنیا سے

لے کر عقبیٰ تک کبھی ذلت آشنا نہیں ہو سکتی، صرف خدا کی بندگی میں ہی میسر آسکتی ہے۔ اس کے ہو جاؤ گے تو وہ تمہیں مل جائے گی۔ اور اس سے منہ موڑو گے تو ذلیل و خوار ہو کر رہو گے۔

*21 This is the real means of attaining the honor. In the sight of Allah, the false, vicious and mischievous can never rise and flourish. In His sight only such a word can rise and flourish which is honest and pure and is based on the truth, and in which a righteous creed and a correct point of view may have been expressed and presented. Then the thing which makes the pure word to rise and prosper is the action which conforms to it. Wherever the word is pure but the action is opposed to it, the purity of the word suffers a blemish. The mere extravagant rise of the tongue does not exalt a word: the power of the righteous action is needed to exalt and raise it high.

Here, one should also note that the Quran presents the righteous word and the righteous action as interdependent. No action can be righteous merely on the basis of its external and apparent form unless it has a righteous creed behind it. And no righteous creed can be reliable unless it is supported and confirmed by a person’s action. For instance, if a person says that he regards Allah, the One, alone as his Deity, but worships others than Allah in practical life, his action belies his word. If a person says that he regards the wine as unlawful but drinks it, his mere word can neither be acceptable to the people nor deserve approval in the sight of Allah.

*21 یہ ہے عزت حاصل کرنے کا اصل ذریعہ۔ اللہ کے ہاں جھوٹے اور خبیث اور مفسدانہ اقوال کو کبھی عروج نصیب نہیں ہوتا۔ اس کے ہاں تو صرف وہ قول عروج پاتا ہے جو سچا ہو، پاکیزہ ہو، حقیقت پر مبنی ہو، اور

جس میں نیک نیتی کے ساتھ ایک صالح عقیدے اور ایک صحیح طرزِ فکر کی ترجمانی کی گئی ہو۔ پھر جو چیز ایک پاکیزہ کلمے کو عروج کی طرف لے جاتی ہے وہ قول کے مطابق عمل ہے۔ جہاں قول بڑا پاکیزہ ہو مگر عمل اس کے خلاف ہو وہاں قول کی پاکیزگی ٹھٹھر کر رہ جاتی ہے۔ محض زبان کے بولوں سے کوئی کلمہ بلند نہیں ہوتا۔ اسے عروج پر پہنچانے کے لیے عملِ صالح کا زور درکار ہوتا ہے۔

اس مقام پر یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ قرآن مجید قولِ صالح اور عملِ صالح کو لازم و ملزوم کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ کوئی عمل محض اپنی ظاہری شکل کے اعتبار سے صالح نہیں ہوسکتا جب تک اس کی پشت پر عقیدہ صالحہ نہ ہو۔ اور کوئی عقیدہ صالحہ ایسی حالت میں معتبر نہیں ہو سکتا جب تک کہ آدمی کا عمل اس کی تائید و تصدیق نہ کر رہا ہو۔ ایک شخص اگر زبان سے کہتا ہے کہ میں صرف اللہ وحدہٗ لا شریک کو معبود مانتا ہوں، مگر عملاً وہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اس کا یہ عمل اس کے قول کی تکذیب کر دیتا ہے۔ ایک شخص زبان سے کہتا ہے کہ میں شراب کو حرام مانتا ہوں، مگر عملاً وہ شراب پیتا ہے تو اس کا محض قول نہ خلق کی نگاہ میں مقبول ہو سکتا ہے نہ خدا کے ہاں اسے کوئی قبولیت نصیب ہو سکتی ہے۔

***22 "Those who plot evil": Those who propagate false and evil words by means of cunning tricks, deceit and deceptive reasoning, and do not feel any hesitation in employing any device, however mean and depraved, to frustrate and defeat the word of the truth.**

*22 یعنی باطل اور خبیث کلمے لے کر اٹھتے ہیں، ان کو چالاکیوں سے، فریب کاریوں سے اور نظر فریب استدلالوں سے فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں، اور ان کے مقابلے میں کلمہ حق کو نیچا دکھانے کے لیے کوئی بری سے بری تدبیر استعمال کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔

11. And*23 Allah created you from dust, then from a sperm drop, *24 then He made you pairs.	اور *23 اللہ نے پیدا کیا ہے تمکو مٹی سے پھر نطفے سے *24 پھر بنا دیا تمکو جوڑے۔ اور نہ حاملہ ہوتی ہے کوئی	وَ اللّٰہُ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ثُمَّ جَعَلَکُمۡ اَزۡوَاجًا ؕ وَ مَا تَحۡمِلُ مِنۡ

أُنۡثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَ مَا يُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ وَّ لَا يُنۡقَصُ مِنۡ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۱۱﴾	عورت اور نہ جنتی ہے مگر اسکے علم سے ہوتا ہے۔ اور نہ عمر پاتا ہے کوئی بڑی عمر پانے والا اور نہ کمی کی جاتی ہے اسکی عمر میں سے مگر یہ کتاب میں ہے۔ *25 بیشک یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔ *26	And does not conceive any female, nor gives birth, except with His knowledge. And is not granted age, he who attains old age, nor is it lessened of his life, except it is in a Book.*25 Indeed, that for Allah is easy. *26

***23 From here again the discourse is directed to the common people.**

*23یہاں سے پھر روئے سخن عوام الناس کی طرف پھرتا ہے۔

***24 That is, man in the first instance was created from the dust directly. Then his race was perpetuated through the sperm-drop.**

*24یعنی انسان کی آفرینش پہلے براہ راست مٹی سے کی گئی، پھر اس کی نسل نطفے سے چلائی گئی۔

***25 That is, it is pre-ordained for everyone who is born in this world how long he will live. If a person lives a long life, he does so by Allah's decree, and if another one lives a short life, he too lives so by Allah's decree. Some ignorant people give the argument that in the past the death rate of the newly born children used to be high, and now it has been checked by the advancement of the medical science. And the people used to live short lives in the past, now due to better medical facilities the life span has increased. But this argument could be presented in refutation of the Quranic**

argument only when it could be ascertained that Allah, for instance, had preordained a two year life for a certain person, and the modern medical facilities have enhanced it by a day. If a person has no such knowledge, he cannot refute this Quranic statement on any rational grounds. Only on the basis of the statistics that the death rate among children has fallen, or that the people now are living longer lives, it cannot be argued that man has now become able to change the decrees of Allah. Rationally it is not impossible that Allah might have fixed different life spans for the people born in different periods, and this might also be Allah Almighty's decree that man in such and such an age would be granted curative power to treat such and such diseases, and in such and such a period man would be given greater means for longevity.

25*یعنی جو شخص بھی دنیا میں پیدا ہوتا ہے اس کے متعلق پہلے ہی یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ اسے دنیا میں کتنی عمر پانی ہے۔ کسی کی عمر دراز ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے ہوتی ہے، اور چھوٹی ہوتی ہے تو وہ بھی اللہ ہی کے فیصلے کی بنا پر ہوتی ہے۔ بعض نادان لوگ اس کے جواب میں یہ استدلال پیش کرتے ہیں کہ پہلے نوزائیدہ بچوں کی موتیں بکثرت واقع ہوتی تھیں اور اب علم طب کی ترقی نے ان اموات کو روک دیا ہے۔ اور پہلے لوگ کم عمر پاتے تھے، اب وسائل علاج بڑھ جانے کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ عمریں طویل ہوتی جا رہی ہیں۔ لیکن یہ دلیل قرآن مجید کے اس بیان کی تردید میں صرف اس وقت پیش کی جا سکتی تھی جبکہ کسی ذریعہ سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے تو فلاں شخص کی عمر مثلاً دو سال لکھی تھی اور ہمارے طبی وسائل نے اس میں ایک دن کا اضافہ کر دیا۔ اس طرح کا کوئی علم اگر کسی کے پاس نہیں ہے تو وہ کسی معقول بنیاد پر قرآن کے اس ارشاد کا معارضہ نہیں کر سکتا۔ محض یہ بات کہ اعداد و شمار کی رو سے اب بچوں کی شرح اموات گھٹ گئی ہے، یا پہلے کے مقابلہ میں اب لوگ زیادہ عمر پا رہے ہیں، اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ انسان اب اللہ تعالیٰ کے

فیصلوں کو بدلنے پر قادر ہوگیا ہے۔ آخر اس میں کیا عقلی استبعاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں پیدا ہونے والے انسانوں کی عمریں مختلف طور پر فرمائی ہوں، اور یہ بھی اللہ عزوجل ہی کا فیصلہ ہو کہ فلاں زمانے میں انسان کو فلاں امراض کے علاج کی قدرت عطا کی جائے گی اور فلاں دور میں انسان کو بقائے حیات کے فلاں ذرائع بخشے جائیں گے۔

*26 That is, it is not at all difficult for Allah to give commands and pass judgments about each individual of His countless creations when He possesses detailed and perfect knowledge about them.

*26 یعنی اتنی بے شمار مخلوق کے بارے میں اتنا تفصیلی علم اور فرد فرد کے بارے میں اتنے مفصل احکام اس فیصلے کرنا اللہ کے لیے کوئی دشوار کام نہیں ہے۔

وَمَا يَسْتَوِى الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَ مِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور نہیں ہیں یکساں دو دریا۔ *27 یہ میٹھا ہے پیاس بجھانے والا۔ خوشگوار ہے جس کا پینا۔ اور یہ کھاری ہے کڑوا۔ اور ہر ایک سے کھاتے ہو تم تازہ گوشت *28 اور نکالتے ہو زیور جسے تم پہنتے ہو *29۔ اور تم دیکھتے ہو جہازوں کو اس میں پھاڑتے آتے ہیں تاکہ تم تلاش کرو اسکے فضل کو اور تاکہ تم شکر کرو۔

12. And are not alike the two bodies of water. *27 This sweet, thirst quenching, pleasant is its drink. And this salty, bitter. And from each you eat fresh meat, *28 and extract the ornament that you wear. *29 And you see the ships therein ploughing that you may seek of His bounty, and that you may give thanks.

*27 That is, the body of water in the oceans, and the body of water in the rivers and springs and lakes.

*27 یعنی ایک وہ ذخیرہ جو سمندروں میں ہے۔ دوسرا وہ ذخیرہ جو دریاؤں، چشموں اور جھیلوں میں ہے۔

*28 "Fresh meat": Meat of water animals.

*28 یعنی آبی جانوروں کا گوشت۔

*29 That is pearls and corals and, in some rivers, diamonds and gold.

*29 یعنی موتی، مونگے، اور بعض دریاؤں سے ہیرے اور سونا۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ؕ ﴿۱۳﴾

وہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں *30 اور مسخر کردیا ہے اسنے سورج اور چاند کو۔ ہر ایک چلتا ہے ایک وقت مقرر تک۔ *31 یہی ہے اللہ تمہارا رب اسی کی ہے بادشاہی۔ اور وہ جنکو تم پکارتے ہو اسکے سوا نہیں ہیں وہ مالک کھجور کی گٹھلی کی جھلّی کے۔ *32

13. He causes to enter the night into the day and He causes to enter the day into the night. *30 And He has subjected the sun and the moon, each running for a term appointed. *31 That is Allah, your Lord, His is the sovereignty. And those whom you call upon other than Him do not own of a membrane of date seed. *32

*30 That is, the light of the day starts diminishing and the darkness of the night increasing gradually so as to cover up everything completely. Likewise, towards the end of the night, in the beginning, a streak of the light appears on the horizon, and then the bright day dawns.

*30 یعنی دن کی روشنی آہستہ آہستہ گھٹنی شروع ہوتی ہے اور رات کی تاریکی بڑھتے بڑھتے آخر کار پوری طرح

چھا جاتی ہے۔ اسی طرح رات کے آخر میں پہلے اُفق پر ہلکی سے روشنی نمودار ہوتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ روز روشن نکل آتا ہے۔

*31 "Subjected ": means subjected to a law.

*31۔ایک ضابطہ کا پابند بنا رکھا ہے۔

*32 The word *qitmir* in the original means the thin skin that covers the stone of the date fruit; but what is meant to be said is that the gods of the mushriks do not own anything whatever. That is why we have translated it "a blade of grass", which is an insignificant thing.

*32اصل میں لفظ قِطۡمِیۡر استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد وہ پتلی سی جھلی ہے جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتی ہے۔ لیکن اصل مقصود یہ بتانا ہے کہ مشرکین کے معبود کسی حقیر سے حقیر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اسی لیے ہم نے لفظی ترجمہ چھوڑ کر مرادی ترجمہ کیا ہے۔

اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَكُمۡ‌ ۚ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَـكُمۡ‌ ؕ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ‌ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيۡرٍ ۝١٤	اگر تم پکارو انہیں نہ سنیں وہ تمہاری پکار۔ اور اگر سن بھی لیں تو نہ جواب دے سکیں تمہیں *33۔ اور قیامت کے دن انکار کر دیں گے تمہارے شرک سے *34 اور نہیں خبر دے گا تمکو کوئی (اللہ) کی مانند خبر دینے والا۔ *35	14. If you call upon them, they do not hear your call. And if they heard, they would not respond to you. *33 And on the day of resurrection they will deny your association. *34 And none will inform you like (Allah), the All - Knower. *35

*33 This does not mean that they cannot tell aloud, in answer to your prayer whether your prayer has been accepted or not, but it means that they cannot take any

action on your supplications. If a person sends his application to someone who is not a ruler, his application miscarries. For, the person to whom it has been sent, who has no authority whatever: he can neither reject it nor accept it. However, if the same application is sent to the one who is really a ruler, one or the other action will certainly be taken on it.

*33 اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ تمہاری دعا کے جواب میں پکار کر کہہ نہیں سکتے کہ تمہاری دعا قبول کی گئی یا نہیں کی گئی ۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہاری درخواستوں پر کوئی کاروائی نہیں کر سکتے۔ ایک شخص اگر اپنی درخواست کسی ایسے شخص کے پاس بھیج دیتا ہے جو حاکم نہیں ہے تو اس کی درخواست رائگاں جاتی ہے، کیونکہ وہ جس کے پاس بھیجی گئی ہے اس کے ہاتھ میں سرے سے کوئی اختیار ہی نہیں ہے، نہ رد کرنے کا اختیار اور نہ قبول کرنے کا اختیار۔ البتہ اگر وہی درخواست اس ہستی کے پاس بھیجی جائے جو واقعی حاکم ہو، تو اس پر لازماً کوئی نہ کوئی کارروائی ہوگی، قطع نظر اس سے کہ وہ قبول کرنے کی شکل میں ہو یا رد کرنے کی شکل میں۔

*34 That is, they will plainly say: We had never told them that we are Allah’s associates and that they should worship us. On the contrary, we were not at all aware that they regarded us as Allah’s associates and were invoking us for help. None of their prayers has reached us, nor has any of their gifts and offerings.

*34 یعنی وہ صاف کہہ دیں گے کہ ہم نے ان سے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ ہم خدا کے شریک ہیں، تم ہماری عبادت کیا کرو۔ بلکہ ہمیں یہ خبر بھی نہ تھی کہ یہ ہم کو اللہ رب العالمین کا شریک ٹھیرا رہے ہیں اور ہم سے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ ان کی کوئی دعائیں نہیں پہنچی اور ان کی کسی نذر و نیاز کی ہم تک رسائی نہیں ہوئی۔

*35 “All-Knower”: Allah Almighty Himself. It means this: The other person can at the most refine shirk and prove the

powerlessness of the gods of the polytheists by rational arguments only, but We are directly aware of the absolute truth. We are telling you, on the basis of knowledge, that all those whom the people believe to be possessing some powers in Our Godhead are absolutely powerless. They have no authority whatsoever by which they might do somebody good or harm. And We know this directly that on the Day of Resurrection, these gods of the mushriks will themselves refute their shirk.

*35 خبردار سے مراد اللہ تعالیٰ خود ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دوسرا کوئی شخص تو زیادہ سے زیادہ عقلی استدلال سے شرک کی تردید اور مشرکین کے معبودوں کی بے اختیاری بیان کرے گا۔ مگر ہم حقیقت حال سے براہ راست باخبر ہیں۔ ہم علم کی بنا پر تمہیں بتا رہے ہیں کہ لوگوں نے جن جن کو بھی ہماری خدائی میں با اختیار ٹھیرا رکھا ہے وہ سب بے اختیار ہیں۔ ان کے پاس کوئی طاقت نہیں ہے جس سے وہ کسی کا کوئی کام بنا سکیں یا بگاڑ سکیں۔ اور ہم براہ راست یہ جانتے ہیں کہ قیامت کے روز مشرکین کے یہ معبود خود ان کے شرک کی تردید کریں گے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾	اے لوگوں تم ہو محتاج *36 اللہ کے۔ اور اللہ ہی تو بے نیاز ہے لائق حمد ہے۔ *37	15. O mankind, you are those in need*36 of Allah. And Allah, He is Self Sufficient, Praiseworthy. *37

*36 That is, you should not remain under the delusion that Allah stands in need of your help. If you do not accept Him as God, His Godhead will fail, and if you do not serve and worship Him, He will incur some loss. Nay, but the fact is that you stand in need of Him. You cannot remain alive for a moment if He does not keep you alive, and does not provide you with the means by which you remain alive in

the world and function. Therefore, when you are told to adopt His service and obedience, it is not because Allah stands in need of it, but because upon it depends your own success here as well as in the Hereafter. If you do not do so, you will be harming your own selves only, and not Allah in any way.

36*یعنی اس غلط فہمی میں نہ رہو کہ خدا تمہارا محتاج ہے، تم اسے خدا نہ مانو گے تو اس کی خدائی نہ چلے گی، اور تم اس کی بندگی و عبادت نہ کرو گے تو اس کا کوئی نقصان ہو جائے گا۔ نہیں، اصل حقیقت یہ ہے کہ تم اس کے محتاج ہو۔ تمہاری زندگی ایک لمحہ کے لیے بھی قائم نہیں رہ سکتی اگر وہ تمہیں زندہ نہ رکھے اور وہ اسباب تمہارے لیے فراہم نہ کرے جن کی بدولت تم دنیا میں زندہ رہتے ہو اور کام کر سکتے ہو۔ لہٰذا تمہیں اس کی اطاعت و عبادت اختیار کرنے کی جو تاکید کی جاتی ہے وہ اس لیے نہیں ہے کہ خدا کو اس کی احتیاج ہے بلکہ اس لیے ہے کہ اسی پر تمہاری اپنی دنیا اور آخرت کی فلاح کا انحصار ہے۔ ایسا نہ کرو گے تو اپنا ہی سب کچھ بگاڑ لو گے، خدا کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔

*37 The word *Ghani* implies that He is the Owner of everything: He is Self-sufficient and Independent of all. He does not stand in need of anyone's help. The word *Hamid* implies that He is Self-Praiseworthy: someone may praise Him, or may not, but He alone is worthy of *hamd* (praise and gratitude). These two attributes have been used together because one would be *ghani* even if one did not do any good to anyone by one's wealth. In such a case one would be *ghani* but not *hamid* One will be *hamid* only in case one does not draw any benefit for oneself but benefits others in every way from the treasures of his wealth and resources. Since Allah is perfect in these two attributes, it has been said: "He is not just *Ghani* (self-sufficient) but such *Ghani* as is worthy of every kind of praise and

gratitude, for He is fulfilling your needs as well as the needs of all other creatures.

*37 ''غنی'' سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا مالک ہے، ہر ایک سے مستغنی اور بے نیاز ہے، کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہے۔ اور ''حمید'' سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ سے آپ محمود ہے، کوئی اس کی حمد کرے یا نہ کرے مگر حمد (شکر اور تعریف) کا استحقاق اسی کو پہنچتا ہے۔ ان دونوں صفات کو ایک ساتھ اس لیے لایا گیا ہے کہ محض غنی تو وہ بھی ہو سکتا ہے جو اپنی دولت مندی سے کسی کو نفع نہ پہنچائے۔ اس صورت میں وہ غنی تو ہوگا مگر حمید نہ ہوگا۔ حمید وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ وہ کسی سے خود تو کوئی فائدہ نہ اٹھائے مگر اپنی دولت کے خزانوں سے دوسروں کو ہر طرح کی نعمتیں عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ ان دونوں صفات میں کامل ہے اس لیے فرمایا گیا ہے کہ وہ محض غنی نہیں ہے بلکہ ایسا غنی ہے جسے ہر تعریف اور شکر کا استحقاق پہنچتا ہے کیوں کہ وہ تمہاری اور تمام موجودات عالم کی حاجتیں پوری کر رہا ہے۔

16. If He wills, He could take you away, and bring forth a new creation.	اگر وہ چاہے تو لے جائے تمہیں اور لے آئے ایک نئی مخلوق۔	اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡكُمۡ وَ یَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ۚ ﴿۱۶﴾
17. And that is not for Allah any difficult. *38	اور نہیں ہے یہ اللہ کو کچھ مشکل۔ *38	وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیۡزٍ ﴿۱۷﴾

*38 That is, you are not enjoying life on Allah's earth solely by dint of your own power and might. He has the power to remove you from here in no time and raise another people to take your place. Therefore, you should understand your true worth, and should desist from adopting the conduct which has been causing the downfall of the nations. When Allah wills to send someone to his doom, there is no one in the universe, who can stop Him and withhold His decree from being enforced.

*38 یعنی تم کچھ اپنے بل بوتے پر اس کی زمین میں نہیں دندنا رہے ہو۔ اس کا ایک اشارہ اس بات کے لیے کافی ہے کہ تمہیں یہاں سے چلتا کرے اور کسی اور قوم کو تمہاری جگہ اٹھا کھڑا کرے۔ لہٰذا اپنی اوقات پہچانو اور وہ روش اختیار نہ کرو جس سے آخر کار قوموں کی شامت آیا کرتی ہے۔ خدا کی طرف سے جب کسی کی شامت آتی ہے تو ساری کائنات میں کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو اس کا ہاتھ پکڑ سکے اور اس کے فیصلے کو نافذ ہونے سے روک سکے۔

وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

اور نہ اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا بوجھ کسی دوسرے کا *39۔ اور اگر بلائے وہ جو بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اپنا بوجھ (اٹھانے) کیلئے تو نہ یہ اٹھایا جائے گا اس میں سے کچھ بھی اگرچہ ہو وہ قرابتدار ہی۔ *40 صرف تم متنبہ کر سکتے ہو ان لوگوں کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور قائم کرتے ہیں نماز۔ *41 اور جو پاک ہوتا ہے تو صرف وہ پاک ہوتا ہے اپنے لئے۔ اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

18. And shall not bear a bearer of burdens another’s burden. *39 And if calls he who is laden for (lifting) his load, it will not be lifted from it anything, even if he be of near kin. *40 Only you can warn those who fear their Lord unseen, and establish prayer. *41 And he who purifies himself, then only he purifies for his own self. And to Allah is the return.

*39 “Burden”: the burden of the responsibilities of actions. It means: In the sight of Allah every one is responsible for his own actions and for no one else’s. There is no possibility that Allah will place the burden of one man’s responsibility upon the other, nor is there the possibility that a person will take the burden of another’s responsibility upon himself

and get himself seized for the crime committed by the other. This thing has been said here because the polytheist kinsmen and relatives of the people who were embracing Islam in Makkah, used to urge them, saying, Give up Islam and return to your ancestral faith. We take the responsibility of any punishment etc. on ourselves.

*39 ''بوجھ'' سے مراد اعمال کی ذمہ داریوں کا بوجھ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ہاں ہر شخص اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے، اور ہر ایک پر صرف اس کے اپنے ہی عمل کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس امر کا کوئی امکان نہیں ہے کہ ایک شخص کی ذمہ داری کا بار اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی دوسرے پر ڈال دیا جائے۔ اور نہ یہی ممکن کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی ذمہ داری کا بار خود اپنے اوپر لے لے اور اسے بچانے کے لیے اپنے آپ کو اس کے جرم میں پکڑوا دے۔ یہ بات یہاں اس بنا پر فرمائی جا رہی ہے کہ مکہ معظمہ میں جو لوگ اسلام قبول کر رہے تھا ان سے ان کے مشرک رشتہ دار اور برادری کے لوگ کہتے تھے کہ تم ہمارے کہنے سے اس نئے دین کو چھوڑ دو اور دین آبائی پر قائم رہو، عذاب ثواب ہماری گردن پر۔

*40 In the preceding sentence, Allah’s law of justice has been enunciated, according to which He will not seize any person for the sin committed by another, but will hold everyone responsible for his own sin. In this sentence the Muslims have been told: Those who urge you to give up faith and commit evil on the assurance that they will take on themselves the burden of your sins on the Day of Resurrection, are in fact giving you a false hope. When Resurrection comes and the people see what fate they are going to meet in consequence of their misdeed, everyone will be concerned only about himself. Brother will turn away from brother and father from son, and no one will be prepared to take even an atom’s weight of another’s burden on himself.

40*اوپر کے فقرے میں اللہ کے قانون عدل کا بیان ہے کہ وہ ایک کے گناہ میں دوسرے کو نہ پکڑے گا، بلکہ ہرایک کواس کے اپنے ہی گناہ کا ذمہ دار ٹھیرائے گا۔ اور اس فقرے میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ آج یہ بات کہہ رہے ہیں کہ تم ہماری ذمہ داری پر کفر و معصیت کا ارتکاب کرو، قیامت کے روز ہم تمہارا بارگناہ اپنے اوپر لے لیں گے، وہ دراصل محض ایک جھوٹا بھروسا دلا رہے ہیں۔ جب قیامت آئے گی اور لوگ دیکھ لیں گے کہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے وہ کس انجام سے دوچار ہونے والے ہیں تو ہرایک کو اپنی پڑ جائے گی۔ بھائی بھائی سے اور باپ بیٹے سے منہ موڑ لے گا اور کوئی کسی کا ذرہ برابر بوجھ بھی اپنے اوپر لینے کے لیے تیار نہ ہوگا۔

*41 In other words, your warnings cannot have any effect on obstinate and stubborn people. Your admonitions can bring only such people to the right path who have fear of God in their hearts and who are inclined to bow before their real Master.

41*بالفاظ دیگر ہٹ دھرم اور ہیکڑ لوگوں پر تمہاری تنبیہات کارگر نہیں ہو سکتیں۔ تمہارے سمجھانے سے تو وہی لوگ راہ راست پر آسکتے ہیں جن کے دل میں خدا کا خوف ہے اور جو اپنے مالک حقیقی کے آگے جھکنے کے لیے تیار ہیں۔

19. And not alike are the blind and the seeing.	اور نہیں برابر ہوسکتے اندھا اور آنکھ والا۔	وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ ﴿۱۹﴾
20. Nor (are alike) the darkness, nor the light.	اور نہ (برابر ہیں) اندھیرے اور نہ روشنی۔	وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۙ ﴿۲۰﴾
21. Nor (are alike) the shade, nor the heat.	اور نہ (برابر ہیں) سایہ اور نہ دھوپ۔	وَ لَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۚ ﴿۲۱﴾

22. And not alike are the living, nor the dead. *42 Indeed, Allah makes to hear whom He wills. And you can not make hear those who are in the graves. *43	اور نہ برابر ہو سکتے ہیں زندہ اور نہ مردہ *42 ۔ یقیناً اللہ سنا دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ۔ اور نہیں تم سنا سکتے انکو جو قبروں میں ہیں ۔ *43	وَ مَا يَسۡتَوِى الۡاَحۡيَآءُ وَلَا الۡاَمۡوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسۡمِعُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَ مَاۤ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ ﴿۲۲﴾

*42 In these comparisons the present and the future of a believer and a disbeliever have been contrasted. There is a person who has closed his eyes to the realities and does not care to see as to what truth the whole system of the universe and his own existence itself are pointing. There is the other person, whose eyes are open and who clearly sees that everything outside and inside himself bears evidence to the Unity of God and to man's answerability before him. There is a person, who is wandering blindly in the superstitions of ignorance and the darkness of presumptions and speculations, and is not inclined to benefit by the light of the candle lit by the Prophet. There is the other person, whose eyes are open and who, as soon as the light spread by the Prophet appears before him, comes to realize that all the ways being followed by the polytheists and the disbelievers and the atheists lead to destruction, and the way to success is only that which has been shown by the Messenger of God. Now how can it be possible that the attitude of the two persons be the same in the world and the two may follow one and the same path together? And how can this also be possible, either that the two should meet the same end and should both end up in the dust after death? Neither should

one be punished for his wrongdoings, nor the other be rewarded for his righteous conduct. The sentence, "the cool shade and the heat of the sun are not alike" points to the same fate. The one will be provided shelter under the shade of Allah's mercy and the other will burn in the fire of Hell. Thus, the notions that the two will ultimately meet the same end, is utterly false. In the end, the believer has been likened to the living and the stubborn disbeliever to the dead. That is, the believer is he whose feeling, understanding and perception are alive and whose conscience is making him aware of the distinction between the good and the evil every moment. Contrary to this, the person who has been, wholly lost in the prejudices of disbelief is even worse than the blind person who is wandering about in darkness. Nay, he is like a dead person who has no sense or feeling left in him.

42*ان تمثیلات میں مومن اور کافر کے حال اور مستقبل کا فرق بتایا گیا ہے۔ ایک وہ شخص ہے جو حقائق سے آنکھیں بند کیے ہوئے ہے اور کچھ نہیں دیکھتا کہ کائنات کا سارا نظام اور خود اس کا اپنا وجود صداقت کی طرف اشارے کر رہا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جس کی آنکھیں کھلی ہیں اور وہ صاف دیکھ رہا ہے کہ اس کے باہر اور اندر کی ہر چیز خدا کی توحید اور اس کے حضور انسان کی جوابدہی پر گواہی دے رہی ہے۔ ایک وہ شخص ہے جو جاہلانہ اوہام اور مفروضات وقیاسات کی تاریکیوں میں بھٹک رہا ہے اور پیغمبر کی روشن کی ہوئی شمع کے قریب بھی پھٹکنے کے لیے تیار نہیں۔ دوسرا وہ شخص ہے جس کی آنکھیں کھلی ہیں اور پیغمبر کی پھیلائی ہوئی روشنی سامنے آتے ہی اس پر یہ بات بالکل عیاں ہوگئی ہے کہ مشرکین اور کفار اور دہریے جن راہوں پر چل رہے ہیں وہ سب تباہی کی طرف جاتی ہیں اور فلاح کی راہ صرف وہ ہے جو خدا کے رسول نے دکھائی ہے۔ اب آخر یہ کیونکر ممکن ہے کہ دنیا میں ان دونوں کا رویہ یکساں ہو اور دونوں ایک ساتھ ایک ہی راہ پر چل سکیں؟ اور آخر یہ بھی کیسے ممکن ہے کہ دونوں کا انجام یکساں ہو اور دونوں ہی مر کر فنا ہو جائیں، نہ ایک کو بدراہی کی سزا ملے،

نہ دوسرا راست روی کا کوئی انعام پائے؟ "ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی نہیں ہے" کا اشارہ اسی انجام کی طرف ہے کہ ایک اللہ کے سایہ رحمت میں جگہ پانے والا ہے اور دوسرا جہنم کی تپش میں جھلسنے والا ہے۔ تم کس خیال خام میں مبتلا ہو کہ آخر کار دونوں ایک ہی انجام سے دوچار ہوں گے۔ آخر میں مومن کو زندہ سے اور ہٹ دھرم کافروں کو مردہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔یعنی مومن وہ ہے جس کے اندر احساس وادراک اور فہم و شعور موجود ہے اور اس کا ضمیر اسے بھلے اور برے کی تمیز سے ہر وقت آگاہ کر رہا ہے۔ اور اس کے بر عکس جو شخص کفر کے تعصب میں پوری طرح غرق ہو چکا ہے اس کا حال اس اندھے سے بھی بدتر ہے جو تاریکی میں بھٹک رہا ہو، اس کی حالت تو اس مردے کی سی ہے جس میں کوئی حِس باقی نہ رہی ہو۔

***43 That is, as for the powers of Allah, they are unlimited. He can even make the stones to hear. But it is not within the power of the Messenger to make those people to listen to him whose consciences have become dead and whose ears deaf to every call to the truth. He can only make those people to hear him, who are inclined to listen to every reasonable thing.**

*43یعنی اللہ کی مشیت کی تو بات ہی دوسری ہے، وہ چاہے تو پتھروں کو سماعت بخش دے، لیکن رسول صلعم کے بس کا یہ کام نہیں ہے کہ جن لوگوں کے سینے ضمیر کے مدفن بن چکے ہوں ان کے دلوں میں اپنی بات اُتار سکے اور جو بات سننا ہی نہ چاہتے ہوں ان کے بہرے کانوں کو صدائے حق سنا سکے۔ وہ تو انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو معقول بات پر کان دھرنے کے لیے تیار ہوں۔

23. You are not but a warner. *44	نہیں ہو تم مگر خبردار کرنے والے *44 ۔	اِنۡ اَنۡتَ اِلَّا نَذِيۡرٌ ﴿۲۳﴾

"44 That is, your only duty is to warn the people and nothing else. If even after this a person does not come to his senses, and remains lost in his deviations, you are not to blame for that, for you have not been entrusted with the

duty of making the blind to see and the deaf to hear.

44"یعنی تمہارا کام لوگوں کو خبردار کر دینے سے زائد کچھ نہیں ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی ہوش میں نہیں آتا اور اپنی گمراہیوں ہی میں بھٹکتا رہتا ہے تو اس کی کوئی ذمہ داری تم پر نہیں ہے۔ اندھوں کو دکھانے اور بہروں کو سنانے کی خدمت تمہارے سپرد نہیں کی گئی ہے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾	یقیناً بھیجا ہے ہم نے تمکو حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا اور نہ ہوئی کوئی امت مگر گذرا ہے اس میں خبردار کرنے والا۔ *45	24. Indeed, We have sent you with the truth, a bearer of good tidings and a warner. And there was not of a nation but there had passed in it a warner. *45

*45 That there has been no community in the world for whose guidance Allah did not appoint the Prophets. This has been stated at several places in the Quran. In Surah Ar-Raad, Ayat 7, it was said: "Every people has its guide". In Surah Al-Hijr, Ayat 10: "O Prophet, We have already sent Messengers before you among many of the ancient peoples". In Surah An-Nahl, Ayat 36: "We sent to every community a Messenger" and in Surah Ash-Shuara, Ayat: 208: "We have never destroyed a habitation unless it had its warners to administer admonition". But, in this connection, one should note two things so that there remains no misunderstanding. First, one and the same Prophet is enough for the lands to which his message may reach. It is not necessary that Prophets be sent to every separate habitation and to every separate community. Second, no new Prophet needs to be sent as long as the message and

teaching and guidance given by a previous Prophet remains safe and intact. It is not necessary that a separate Prophet be sent for every race and every generation.

45* یہ بات قرآن مجید میں متعدد مقامات پر فرمائی گئی ہے کہ دنیا میں کوئی امت ایسی نہیں گزری ہے جس کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبی مبعوث نہ فرمائے ہوں۔ سورۃ الرعد میں فرمایا وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (آیت 7)۔ سورۃ الحجر میں فرمایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ (آیت 10)۔ سورۃ النحل میں فرمایا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا (آیت 36)۔ سورۃ الشعراء میں فرمایا وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ (آیت 208)۔ مگر اس سلسلے میں دو باتیں سمجھ لینی چاہییں تاکہ کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ اول یہ کہ ایک نبی کی تبلیغ جہاں جہاں تک پہنچ سکتی ہو وہاں کے لیے وہی نبی کافی ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ہر بستی اور ہر ہر قوم میں الگ الگ ہی انبیاء بھیجے جائیں۔ دوم یہ کہ ایک نبی کی دعوت وہدایت کے آثار اور اس کی رہنمائی کے نقوش قدم جب تک محفوظ نہیں اس وقت تک کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ لازم نہیں کہ ہر نسل اور ہر پشت کے لیے الگ نبی بھیجا جائے۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿٢٥﴾

اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو یقیناً تکذیب کر چکے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے۔ آتے رہے تھے انکے پاس انکے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ *46 اور صحیفوں کے ساتھ اور روشن کتاب کے ساتھ۔ *47

25. And if they deny you, then certainly, have denied those before them. Came to them their messengers with clear proofs*46 and with the written ordinances, and with the enlightening Book. *47

*46 “Clear proofs”: Proofs which clearly testified that they were Allah’s Messengers.

46*یعنی ایسے دلائل جو اس بات کی صاف شہادت دیتے تھے کہ وہ اللہ کے رسول صلعم ہیں۔

*47 "Scriptures" probably consisted of good counsels and moral precepts and "the Book" comprised a complete code of the law.

*47 صحیفوں اور کتاب میں غالباً یہ فرق ہے کہ صحیفے زیادہ تر نصائح اور اخلاقی ہدایات پر مشتمل ہوتے تھے ، اور کتاب ایک پوری شریعت لے کر آتی تھی ۔

26. Then I seized those who disbelieved, then how was my reproach.	پھر پکڑ لیا میں نے ان کو جنہوں نے کفر کیا سو کیسی ہوئی میری گرفت ۔	ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٢٦﴾
27. Did you not see that Allah sent down from the sky water, then We produced therewith fruits, divers are their colors. And in the mountains are tracts, white and red, divers are their colors, and raven black.	کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے نازل کیا آسمان سے پانی پھر نکالے ہم نے اس سے پھل مختلف ہیں جنکے رنگ اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں سفید اور سرخ مختلف ہیں جنکے رنگ اور گہری کالی سیاہ ۔	اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ ۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿٢٧﴾
28. And among people and beasts and cattle, divers are their colors, in like manner. *48 Only those fear Allah, among His slaves, who have knowledge. *4 Indeed, Allah is All Mighty, Oft Forgiving. *50	اور انسانوں میں اور جنگلی جانوروں اور مویشیوں میں مختلف ہیں جنکے رنگ اسی طرح *48 ۔ بس ڈرتے ہیں اللہ سے اسکے بندوں میں سے علم والے *49 ۔ بیشک اللہ ہے غالب بخشنے والا ۔ *50	وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿٢٨﴾

***48 This is meant to impress that in the universe created by Allah nowhere is there homogeneity and uniformity; there is variety everywhere. From the same earth and by the same water different kinds of trees are appearing. Even the two pieces of the fruit of the same tree are not uniform in color and size and taste. In the same mountain one will see a variety of colors and a great difference in the material composition of its different parts. Even among human beings and animals one will not see two offspring of the same parents exactly alike. If a person seeks uniformity of the temperaments and dispositions and mentalities in this universe and is bewildered at the differences which have been alluded to in verses 19-22 above, it will be his own perception and understanding to blame. This same variety and difference, in fact, point to the reality that this universe has been created by a Wise Being with great wisdom; its Maker is a Unique Creator and a Matchless Fashioner, Who does not have the same model of everything before Him, but has a variety of countless and limitless designs of everything. Then if one ponders over the differences in human temperaments and minds, in particular, one will see that it is not a mere accident, but in fact the masterpiece of the wisdom of creation. If all human beings had been created with the uniform temperaments and desires and feelings and inclinations and ways of thinking, and no room had been left for any difference, it would have been absolutely useless to bring about a new creation like man in the world. When the Creator decided to bring into existence a responsible creation, a creation having power and**

authority, the necessary inevitable demand of the nature of the decision was that room for all sorts of differences should be provided in its nature and structure. This is the main proof of the fact that the creation of man is not the result of an accident, but the result of a wonderful and wise plan and design. And obviously, wherever there is a wise plan and design, there must necessarily be a Wise Being working behind it, for the existence of wisdom without a Wise Being would be un-imaginable.

48*اس سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ خدا کی پیدا کردہ کائنات میں کہیں بھی یک رنگی و یکسانی نہیں ہے۔ ہر طرف تنوع ہی تنوع ہے ایک ہی زمین اور ایک ہی پانی سے طرح طرح کے درخت نکل رہے ہیں اور ایک درخت کے دو پھل تک اپنے رنگ، جسامت اور مزے میں یکساں نہیں ہیں۔ ایک ہی پہاڑ کو دیکھو تو اس میں کئی کئی رنگ تمہیں نظر آئیں گے اور اس کے مختلف حصوں کی مادی ترکیب میں بڑا فرق پایا جائے گا۔ انسانوں اور جانوروں میں ایک ماں باپ کے دو بچے تک یکساں نہ ملیں گے۔ اس کائنات میں اگر کوئی مزاجوں اور طبیعتوں اور ذہنیتوں کی یکسانی ڈھونڈے اور وہ اختلافات دیکھ کر گھبرا اٹھے جن کی طرف اوپر (آیت نمبر 19 تا 22 میں) اشارہ کیا گیا ہے تو یہ اس کے اپنے فہم کی کوتاہی ہے۔ یہی تنوع اور اختلاف تو پتہ دے رہا ہے کہ اس کائنات کو کسی زبردست حکیم نے بے شمار حکمتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس کا بنانے والا کوئی بے نظیر خلّاق اور بے مثل صناع ہے جو ہر چیز کا کوئی ایک ہی نمونہ لے کر نہیں بیٹھ گیا ہے، بلکہ اس کے پاس ہر شے کے لیے نئے سے نئے ڈیزائن اور بے حد و حساب ڈیزائن ہیں۔ پھر خاص طور پر انسانی طبائع اور اذہان کے اختلاف پر کوئی شخص غور کرے تو اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے بلکہ در حقیقت حکمت تخلیق کا شاہ کار ہے۔ اگر تمام انسان پیدائشی طور پر اپنی افتاد طبع اور اپنی خواہشات، جذبات، میلانات اور طرز فکر کے لحاظ سے یکساں بنا دیے جاتے اور کسی اختلاف کی کوئی گنجائش نہ رکھی جاتی تو دنیا میں انسان کی قسم کی ایک نئی مخلوق پیدا کرنا ہی سرے سے لا حاصل ہو جاتا۔ خالق نے جب اس زمین پر ایک ذمہ دار مخلوق اور اختیارات کی حامل مخلوق وجود میں لانے کا فیصلہ کیا تو اس فیصلے کی نوعیت کا لازمی تقاضا یہی تھا کہ اس کی

ساخت میں ہر قسم کے اختلافات کی گنجائش رکھی جاتی۔ یہ چیز اس بات کی سب سے بڑی شہادت ہے کہ انسان کسی اتفاقی حادثے کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ایک عظیم الشان حکیمانہ منصوبے کا نتیجہ ہے اور ظاہر ہے کہ حکیمانہ منصوبہ جہاں بھی پایا جائے گا وہاں لازماً اس کے پیچھے ایک حکیم ہستی کار فرما ہوگی۔ حکیم کے بغیر حکمت کا وجود صرف ایک احمق ہی فرض کر سکتا ہے۔

***49 That is, the more a person is unaware of the attributes of Allah, the more he will be fearless of Him. Contrary to this, the more a person is aware and conscious of Allah's powers, His knowledge, His wisdom, His vengeance and His omnipotence and His other attributes, the more he will fear His disobedience. Thus, in fact, knowledge in this verse does not imply knowledge of academic subjects like philosophy and science and history and mathematics, etc. but the knowledge of divine attributes, no matter whether one is literate or illiterate. The one who is fearless of God is illiterate merely as regards to this knowledge even if he has all the knowledge of the world. And the one who knows the attributes of God and fears Him in his heart, is learned even if he is illiterate. In the same connection, one should also know that in this verse the *ulama* does not imply the scholars in the technical sense, who are termed as religious scholars because of their knowledge of the Quran and Hadith and Fiqh and philosophy. They will prove true to this verse only when they possess fear of God in their hearts. The same thing has been said by Abdullah bin Masud, thus: Knowledge is not due to much narration of Hadith but due to much fear of Allah. And also by Hassan Basri, thus: The scholar is he who fears Allah though he has not seen Him, and turns to what is approved by Him and**

keeps away from what makes Him angry.

*49 یعنی جو شخص اللہ کی صفات سے جتنا زیادہ ناواقف ہو گا اور اس کے برعکس جس شخص کو اللہ کی قدرت، اس کے علم، اس کی حکمت، اس کی قہاری و جباری، اور اس کی دوسری صفات کی جتنی معرفت حاصل ہوگی اتنا ہی وہ اس کی نافرمانی سے خوف کھائے گا۔ پس درحقیقت اس آیت میں علم سے مراد فلسفہ و سائنس اور تاریخ و ریاضی وغیرہ درسی علوم نہیں ہیں بلکہ صفاتِ الٰہی کا علم ہے قطع نظر اس سے کہ آدمی خواندہ ہو یا ناخواندہ۔ وہ شخص خدا سے بے خوف ہے وہ علامہ دہر بھی ہو تو اس علم کے لحاظ سے جاہل محض ہے۔ اور جو شخص خدا کی صفات کو جانتا ہے اور اس کی خشیت اپنے دل میں رکھتا ہے وہ اَن پڑھ بھی ہو تو ذی علم ہے۔ اسی سلسلے میں یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ اس آیت میں لفظ "علماء" سے وہ اصطلاحی علماء بھی مراد نہیں ہیں جو قرآن و حدیث اور فقہ و کلام کا علم رکھنے کی بنا پر علمائے دین کہے جاتے ہیں۔ وہ اس آیت کے مصداق صرف اسی صورت میں ہوں گے جبکہ ان کے اندر خدا ترسی موجود ہو۔ یہی بات حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمائی ہے کہ لیس العلم عن کثرۃ الحدیث ولکن العلم عن کثرۃ الخشیہ۔ "علم کثرت حدیث کی بنا پر نہیں ہے بلکہ خوف خدا کی کثرت کے لحاظ سے ہے" اور یہی بات حضرت حسن بصریؒ نے فرمائی ہے کہ العلم من خشی الرحمٰن بالغیب و رغب فیما رغب اللہ فیہ و زھد فیما سخط اللہ فیہ۔ "علم وہ ہے جو اللہ سے بے دیکھے ڈرے، جو کچھ اللہ کو پسند ہے اس کی طرف وہ راغب ہو" اور جس چیز سے اللہ ناراض ہے اس سے وہ کوئی دلچسپی نہ رکھے۔"

*50 That is, He is All-Mighty, and therefore, can seize the disobedient as and when He likes: no one can escape His grasp. But He is All-Forgiving also and is, therefore, giving respite to the wrongdoers.

*50 یعنی وہ زبردست تو ایسا ہے کہ نافرمانوں کو جب چاہے پکڑ لے، کسی میں یارا نہیں کہ اس کی پکڑ سے بچ نکلے، مگر یہ اس کی شان عفوو درگزر ہے جس کی بنا پر ظالموں کو مہلت ملے جا رہی ہے۔

29. Indeed, those who recite the Book	بیشک وہ لوگ جو پڑھتے ہیں کتاب	اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ

of Allah, and establish the prayer, and spend of that which We have bestowed on them, secretly and openly, they hope for a trade gain never will that be in loss.	اللہ کی اور قائم کرتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے انکو دیا ہے پوشیدہ اور اعلانیہ وہ امیدوار ہیں اس تجارت کے جو ہرگز نہیں ہوگی خسارے میں ۔	وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۙ ﴿٢٩﴾
30. That He may pay them in full their wages, and increase them of His bounty. *51 Indeed, He is Oft Forgiving, Appreciative. *52	تاکہ وہ انکو پورا دے انکے اجر اور مزید دے انکو اپنے فضل سے *51 ۔ یقیناً وہ ہے بخشنے والا قدر دان ۔ *52	لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٣٠﴾

*51 This kind of conduct and practice of the believers has been likened to a trade bargain because in trade a man invests his money and labor and capabilities in the hope that he will not only get his capital back and his wages for the time and energy spent but in addition some profit as well. Likewise, a believer also invests his wealth and his time and his labor and capabilities in carrying out Allah's commands and in His service and worship and in the struggle to promote the cause of His religion in the hope that he will not only get his full rewards for it but Allah will bless him with much more from His bounty as well. But there is a great difference between the two kinds of bargains. In the worldly trade bargains there is the risk of loss also along with the hope of profits. Contrary to this, in

the bargain that a sincere servant makes with his God there is no risk of any loss whatever.

*51 اہل ایمان کے اس عمل کو تجارت سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ آدمی تجارت میں اپنا سرمایہ اور محنت و قابلیت اس امید پر صرف کرتا ہے کہ نہ صرف اصل واپس ملے گا، اور نہ صرف وقت اور محنت کی اجرت ملے گی، بلکہ کچھ مزید منافع بھی حاصل ہوگا۔ اسی طرح ایک مومن بھی خدا کی فرمانبرداری میں، اس کی بندگی و عبادت میں، اور اس کے دین کی خاطر جدوجہد میں، اپنا مال، اپنے اوقات، اپنی محنتیں اور قابلیتیں اس امید پر کھپا دیتا ہے کہ نہ صرف ان سب کا پورا پورا اجر ملے گا بلکہ اللہ اپنے فضل سے مزید بہت کچھ عنایت فرمائے گا۔ مگر دونوں تجارتوں میں فرق اور بہت بڑا فرق اس بنا پر ہے کہ دنیوی تجارت میں محض نفع ہی کی امید نہیں ہوتی، گھاٹے اور دیوالے تک کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے جو تجارت ایک مخلص بندہ اپنے خدا کے ساتھ کرتا ہے اس میں کسی خسارے کا اندیشہ نہیں۔

*52 That is, Allah’s relation with the sincere believers is not that of a miserly master who checks his servant on trivialities and brings all his services and loyalties to naught on account of a minor error. But Allah is the Most Beneficent and Generous Master. He overlooks the errors of His obedient servant and appreciates whatever service he might be able to render.

*52 یعنی مخلص اہل ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ اس تنگ دل آقا کا سا نہیں ہے جو بات بات پر گرفت کرتا ہو اور ایک ذرا سی خطا پر اپنے ملازم کی ساری خدمتوں اور وفا داریوں پر پانی پھیر دیتا ہو۔ وہ فیاض اور کریم آقا ہے۔ جو بندہ اس کا وفادار ہو اس کی خطاؤں پر چشم پوشی سے کام لیتا ہے اور جو کچھ بھی خدمت اس سے بن آئی ہو اس کی قدر فرماتا ہے۔

31. And that which We have revealed to you of the Book, it is the truth, confirming	اور وہ جو وحی کی ہے ہم نے تمہاری طرف کتاب میں سے وہ	وَ الَّذِيۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ مِنَ الۡكِتٰبِ هُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا

what was before it. *53 Indeed, Allah is, of His slaves, All Acquainted, All Seer. *54	برحق ہے تصدیق کرتی ہے اسکی جو تھا اس سے پہلے *53 بیشک اللہ ہے اپنے بندوں سے باخبر بصیر۔ *54	لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌۢ بَصِيرٌ ﴿٣١﴾

*53 It means: This Book is not presenting anything new which might be opposed to the teaching brought by the former Prophets, but it is presenting the same eternal truth which all the Prophets have been presenting from the very beginning.

*53 مطلب یہ ہے کہ وہ کوئی نرالی بات نہیں پیش کر رہی ہے جو پچھلے انبیاء کی لائی ہوئی تعلیمات کے خلاف ہو، بلکہ اسی ازلی وابدی حق کو پیش کر رہی ہے جو ہمیشہ سے تمام انبیاء پیش کرتے چلے آرہے ہیں۔

*54 The object of mentioning these attributes of Allah here is to arouse the people to the aims and ideals in which their true well being lies, to the principles which alone can afford the right guidance and to the rules and regulations which are precisely in accordance with them. None can know these except Allah, because He alone is aware of the nature of His servants and its demands, and He alone watches over their well-being and affairs. The people do not know their own selves as much as their Creator knows them. Therefore, the truth is that, and can only be that, which He has taught by revelation.

*54 اللہ کی ان صفات کو یہاں بیان کرنے کا مقصود اس حقیقت پر متنبہ کرنا ہے کہ بندوں کے لیے خیر کس چیز میں ہے، اور ان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے کیا اصول موزوں ہیں، اور کون سے ضابطے ٹھیک ان کی مصلحت کے مطابق ہیں، ان امور کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا، کیونکہ بندوں کی فطرت اور اس کے تقاضوں سے وہی باخبر ہے، اور ان کے حقیقی مصالح پر وہی نگاہ رکھتا ہے۔ بندے خود اپنے آپ کو اتنا نہیں

جانتے جتنا ان کا خالق ان کو جانتا ہے۔ اس لیے حق وہی ہے اور وہی ہو سکتا ہے جو اس نے وحی کے ذریعہ سے بتا دیا ہے۔

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا‌ ۚ فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ‌ ۚ وَمِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ‌ۚ وَمِنۡهُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ ؕ ﴿۳۲﴾	پھر وارث ٹھہرایا ہم نے کتاب کا ان لوگوں کو جنکو منتخب کیا ہم نے اپنے بندوں میں سے *55 ۔ تو ان میں کوئی ظلم کرتا ہے اپنی جان پر۔ اور ان میں ہیں میانہ رو۔ اور ان میں ہیں سبقت لیجانیوالے نیکیوں میں اللہ کے حکم سے۔ یہی ہے وہ فضل بہت بڑا۔ *56	32. Then We made to inherit the Book to those whom We have chosen of Our slaves. *55 So among them is he who wrongs to his own self. And among them are followers of middle course. And among them are those foremost in good deeds, by Allah's permission. That is what is the great bounty. *56

*55 This implies the Muslims, who have been sorted out from all mankind so that they may become heirs to the Book of Allah, and convey its message to others after the Prophet Muhammad (peace be upon him). Though this Book has been presented before all human beings, those who accepted it in the first instance, were chosen for the honor to become heirs to a great Book like the Quran and the trustees of the teaching and guidance imparted by a great Messenger like the Prophet Muhammad (peace be upon him).

*55 مراد ہیں مسلمان جو پوری نوعِ انسانی میں سے چھانٹ کر نکالے گئے ہیں تاکہ وہ کتاب اللہ کے وارث

ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسے لے کر اٹھیں۔ اگر چہ کتاب پیش تو کی گئی ہے سارے انسانوں کے سامنے۔ مگر جنھوں نے آگے بڑھ کر اسے قبول کر لیا وہی اس شرف کے لیے منتخب کر لیے گئے کہ قرآن جیسی کتاب عظیم کے وارث اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رسول عظیم کی تعلیم و ہدایت کے امین بنیں۔

*56 That is, All these Muslims are not alike but are divided into three classes:

(1) Those unjust to themselves: They are those who believe sincerely and honestly that the Quran is the Book of Allah and Muhammad (peace be upon him) the Messenger of Allah, but in practical life they do not fully follow the Book of Allah and the Sunnah of His Messenger. They are believers but sinful; culprits but not rebellious; weak of faith but not hypocritical and unbelieving at heart. Therefore, although they are unjust to themselves, they have been included among the chosen servants of God and among the heirs to the Book; otherwise, obviously the rebels and the hypocrites and the unbelieving people could not be so treated and honored. This class of the believers has been mentioned first of All because they are most numerous among the Muslims.

(2) Those following the middle course: They are the people who fulfill the obligations of this inheritance to some extent but not fully. They are obedient as well as erring. They have not left their self altogether free but try as best as they can to turn it to God’s obedience. However, at times they give it undue freedom and become involved in sin. Thus, their life becomes a combination of both the good and the evil actions. They are less numerous than the first group but

more than the third; that is why they have been mentioned second.

(3) Those excelling in good deeds: They are the people of the first rank among the heirs to the Book, and they are the ones who are doing full justice to the inheritance. They are in the forefront in following and adhering to the Book and the Sunnah; in conveying the message of God to His servants, in offering the sacrifices for the sake of the true faith, and in every pious and good work. They are not the ones who would commit a sin deliberately, but if they happened to commit a sin inadvertently, they would be filled with remorse as soon as they became conscious of it. They are less numerous than the people of the first two groups, and therefore, have been mentioned last, although they merit the first place in the matter of doing justice to the heritage of the Book of Allah.

As for the sentence, "the great bounty", if it is related with the last sentence, it would mean that to excel in good deeds is the great bounty, and the people who excel in good deeds are the best of the Muslim community. And if it is taken to be related with the first sentence, it would mean that to be a heir to the Book of Allah and to be chosen for this heritage is the great bounty, and the people who have been so chosen on account of their faith in the Quran and the Prophet Muhammad (peace be upon him) are the best among the human beings created by Allah.

56*یعنی یہ مسلمان سب کے سب ایک ہی طرح کے نہیں ہیں، بلکہ یہ تین طبقوں میں تقسیم ہوگئے ہیں:

1)۔ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کو سچے دل سے اللہ کی کتاب اور محمد صلی اللہ علیہ و

سلم کو ایمانداری کے ساتھ اللہ کا رسول تو مانتے ہیں، مگر عملاً کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پیروی کا حق ادا نہیں کرتے۔ مومن ہیں مگر گناہ گار ہیں۔ مجرم ہیں مگر باغی نہیں ہیں۔ ضعیف الایمان ہیں مگر منافق اور دل و دماغ سے کافر نہیں ہیں۔ اسی لیے ان کو ظالمٌ لِنفسہ ہونے کے باوجود وارثین کتاب میں داخل اور خدا کے چنے ہوئے بندوں میں شامل کیا گیا ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ باغیوں اور منافقوں اور قلب و ذہن کے کافروں پر ان اوصاف کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ تینوں درجات میں سے اس درجہ کے اہل ایمان کا ذکر سب سے پہلے اس لیے کیا گیا ہے کہ تعداد کے لحاظ سے امت میں کثرت انہی کی ہے۔

2)۔ بیچ کی راس۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس وراثت کا حق کم و بیش ادا تو کرتے ہیں مگر پوری طرح نہیں کرتے۔ فرماں بردار بھی ہیں اور خطا کار بھی۔ اپنے نفس کو بالکل بے لگام تو انھوں نے نہیں چھوڑ دیا ہے بلکہ اسے خدا کا مطیع بنانے کی اپنی حد تک کوشش کرتے ہیں، لیکن کبھی یہ اس کی باگیں ڈھیلی بھی چھوڑ دیتے ہیں اور گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس طرح انکی زندگی اچھے اور برے، دونوں طرح کے اعمال کا مجموعہ بن جاتی ہے۔ یہ تعداد میں پہلے گروہ سے کم اور تیسرے گروہ سے زیادہ ہیں اس لیے ان کو دوسرے نمبر پر رکھا گیا ہے۔

3)۔ نیکیوں میں سبقت کرنے والے۔ یہ وارثین کتاب میں صفِ اول کے لوگ ہیں۔ یہی دراصل اس وراثت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ یہ اتباع کتاب و سنت میں بھی پیش پیش ہیں، خدا کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانے میں بھی پیش پیش، دین حق کی خاطر قربانیاں کرنے میں بھی پیش پیش، اور بھلائی کے ہر کام میں پیش پیش۔ یہ دانستہ معصیت کرنے والے نہیں ہیں، اور نا دانستہ کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر متنبہ ہوتے ہی ان کی پیشانیاں شرم سے عرق آلود ہو جاتی ہیں۔ ان کی تعداد امت میں پہلے دونوں گروہوں سے کم ہے اس لیے ان کا آخر میں ذکر کیا گیا ہے اگرچہ وراثت کا حق ادا کرنے کے معاملہ میں ان کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔

''یہی بہت بڑا فضل ہے''۔ اس فقرے کا تعلق اگر قریب ترین فقرے سے مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نیکیوں میں سبقت کرنا ہی بڑا فضل ہے اور جو لوگ ایسے ہیں وہ امت مسلمہ میں سب سے افضل ہیں۔ اور اس فقرے کا تعلق پہلے فقرے سے مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ کتاب اللہ کا وارث ہونا اور اس وراثت

کے لیے چن لیا جانا بڑا فضل ہے، اور خدا کے تمام بندوں میں وہ بندے سب سے افضل ہیں جو قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر اس انتخاب میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُهُمۡ فِیۡهَا حَرِیۡرٌ ﴿۳۳﴾	جنتیں ہمیشہ کی داخل ہونگے وہ ان میں *57۔ آراستہ کیا جائے گا انکو انمیں کنگنوں سے سونے اور موتی کے۔ اور انکی پوشاک وہاں ریشمی ہوگی۔	33. Gardens of Eden, which they will enter. *57 They will be adorned therein with bracelets of gold and pearl, and their garments therein will be silk.

*57 One section of the commentators has held the view that this sentence is related with the two sentences immediately preceding it. That is, the ones who excel in good deeds are the best of the people and they alone will enter the Gardens. As for the first two groups, nothing has been stated about them so that they became worried concerning their fate and try to improve their lot. This view has been presented by Allama Zamakhshari forcefully and supported by Imam Razi.

But the majority of the commentators opine that it is related with the whole preceding discourse, which means that all the three classes of the ummah shall eventually enter Paradise, whether without accountability, or after the accountability, whether remaining secure from every punishment, or after receiving some punishment. This commentary is supported by the Quranic context, for a little below about those who are contrasted with the heirs of the Book, it has been said: "And for those who have disbelieved, there is the fire of Hell." This shows that there

is Paradise for all those who have believed in the Book, and Hell for all those who have refused to believe in it. The same has been supported by the Hadith of the Prophet (peace be upon him), which Imam Ahmad, Ibn Jarir, Ibn Abi Hatim, Tabarani, Baihaqi and some other traditionalists have related on the authority of Abu ad-Darda. The Prophet (peace be upon him) said: Those who have excelled in good works shall enter Paradise without accountability; and those who are following the middle course, shall be subjected to accountability; but their accountability shall be light. As for those who have been unjust to themselves, they shall be detained throughout the long period of Resurrection and accountability (*mahshar*). Then Allah shall cover them also with His mercy. And they are the ones who will say: Thanks to Allah Who has removed sorrow from us.

In this Hadith the Prophet (peace be upon him) has himself given a complete commentary of the verse under discussion, and stated separately the end to be met by each of the three groups of the believers. The light accountability for the ones following the middle course means this: The disbelievers will be punished for their disbelief as well as for each single crime and sin of theirs separately, but, contrary to this, the good and bad deeds of the believers who come with both the good and evil deeds will be judged on the whole: they will not be rewarded for each good deed and punished for each evil deed separately. As for those who will be detained throughout the period of Resurrection and accountability because they had been unjust to themselves, it means: They

will not be thrown into Hell, but will be sentenced to be detained till the rising of the court. In other words, they will be exposed to all the severities and rigors of the lengthy Day of Resurrection (and God alone knows how lengthy it will be) till Allah Almighty will turn to them in His mercy and command at the rising of the court that they too be admitted into Paradise. The traditionists have cited several sayings to the same effect from many companions like Umar, Uthman, Abdullah bin Masud, Abdullah bin Abbas, Aishah, Abu Said Khudri and Bara bin Azib. And obviously, the companions could not have said any such thing in such matters unless they had heard it from the Prophet (peace be upon him) himself.

But from this one should not form the impression that those who have been unjust to themselves from among the Muslims will only be sentenced to be detained till the rising of the court, and none of them will go to Hell at all. Several crimes have been mentioned in the Quran and Hadith, whose perpetrator will go to Hell in spite of his faith. For instance, Allah Himself has declared that the believer who kills another believer willfully shall go to Hell. Likewise, Hell has been mentioned as the punishment of those people also who violate the provisions of the divine law of inheritance. Those who devour interest even after its prohibition have been declared to be the dwellers of Hell. Besides these, some other major sins have also been mentioned in Hadith, whose perpetrator shall go to Hell.

57*مفسرین میں سے ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ اس فقرے کا تعلق قریب ترین دونوں فقروں سے ہے، یعنی نیکیوں پر سبقت کرنے والے ہی بڑی فضیلت رکھتے ہیں اور وہی ان جنتوں میں داخل ہوں

گے۔ رہے پہلے دو گروہ، تو ان کے بارے میں سکوت فرمایا گیا ہے تاکہ وہ اپنے انجام کے معاملہ میں فکر مند ہوں اور اپنی موجودہ حالت سے نکل کر آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اس رائے کو علامہ زمخشری نے بڑے زور کے ساتھ بیان کیا ہے اور امام رازی نے اس کی تائید کی ہے۔

لیکن مفسرین کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ اس کا تعلق اوپر کی پوری عبارت سے ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ امت کے یہ تینوں گروہ بالآخر جنت میں داخل ہوں گے، خواہ محاسبہ کے بغیر یا محاسبہ کے بعد، خواہ ہر مواخذہ سے محفوظ رہ کر یا کوئی سزا پانے کے بعد۔ اسی تفسیر کی تائید قرآن کا سیاق کرتا ہے، کیونکہ آگے چل کر وارثین کتاب کے بالمقابل دوسرے گروہ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ "اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لیے جہنم کی آگ ہے۔" اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے اس کتاب کو مان لیا ہے ان کے لیے جنت ہے اور جنہوں نے اس پر ایمان لانے سے انکار کیا ہے ان کے لیے جہنم۔ پھر اسی کی تائید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث کرتی ہے جسے حضرت ابوالداروا‌ء نے روایت کیا ہے اور امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، بیہقی اور بعض دوسرے محدثین نے اسے نقل کیا ہے اس میں حضور صلعم فرماتے ہیں:

فامّا الذین سبقوا فاولائِک الذین ید خلو ن الجنتہ بغیر حساب، وامّا الذین اقتصد وا فاولائِک الذین ظلموا انفسہم فا ولِئِک یُحبَسوُن طول المحشر ثم ھم الذین تتلقّا ھم اللہ برحمتہ فھم الذین یقولون الحمد لِلہ الذی اذھب عنا الحزن۔

جو لوگ نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے۔ اور جو بیچ کی راس رہے ہیں ان سے محاسبہ ہوگا مگر ہلکا محاسبہ۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو وہ محشر کے پورے طویل عرصہ میں روک رکھے جائیں گے، پھر انہی کو اللہ اپنی رحمت میں لے لیگا اور یہی لوگ ہیں جو کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔

اس حدیث میں حضور صلعم نے اس آیت کی پوری تفسیر خود بیان فرمادی ہے اور اہل ایمان کے تینوں طبقوں کا انجام الگ الگ بتا دیا ہے۔ بیچ کی راس والوں سے "ہلکا محاسبہ" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کفار کو تو ان کے کفر کے علاوہ ان کے ہر ہر جرم اور گناہ کی جداگانہ سزا بھی دی جائے گی، مگر اس کے برعکس اہل ایمان

میں جو لوگ اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال لے کر پہنچیں گے ان کی نیکیوں اور ان کے گناہوں کا مجموعی محاسبہ ہو گا۔ یہ نہیں ہو گا کہ ہر نیکی کی الگ جزا اور ہر قصور کی الگ سزا دی جائے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اہل ایمان میں سے جن لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہو گا وہ محشر کے پورے عرصے میں روک رکھے جائیں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم میں نہیں ڈالے جائیں گے بلکہ ان کو "تا برخاستِ عدالت" کی سزا دی جائے گی، یعنی روز حشر کی پوری طویل مدت (جو نہ معلوم کتنی صدیوں طویل ہوگی) ان پر اپنی ساری سختیوں کے ساتھ گزر جائے گی، یہاں تک کہ آخر کار اللہ ان پر رحم فرمائے گا اور خاتمہ عدالت کے وقت حکم دے گا کہ اچھا، انہیں بھی جنت میں داخل کر دو۔ اسی مضمون کے متعدد اقوال محدثین نے بہت سے صحابہ، مثلاً حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت براء ابن عازبؓ سے نقل کیے ہیں، اور ظاہر ہے کہ صحابہ ایسے معاملات میں کوئی بات اس وقت تک نہیں کہہ سکتے تھے جب تک انہوں نے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو نہ سنا ہو۔

مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمانوں میں سے جن لوگوں نے "اپنے نفس پر ظلم کیا ہے" ان کے لیے صرف "تا برخاست عدالت" ہی کی سزا ہے اور ان میں سے کوئی جہنم میں جائے گا ہی نہیں۔ قرآن اور حدیث میں متعدد ایسے جرائم کا ذکر ہے جن کے مرتکب ایمان کو بھی جہنم میں جانے سے نہیں بچا سکتا۔ مثلاً جو مومن کو عمداً قتل کر دے اس کے لیے جہنم کی سزا کا اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرما دیا ہے۔ اسی طرح قانون وراثت کی خداوندی حدود کو توڑنے والوں کے لیے بھی قرآن مجید میں جہنم کی وعید فرمائی گئی ہے۔ سود کی حرمت کا حکم آجانے کے بعد پھر سود خواری کرنے والوں کے لیے بھی صاف صاف اعلان فرمایا گیا ہے کہ وہ اصحاب النار ہیں۔ اس کے علاوہ بعض اور کبائر کے مرتکبین کے لیے بھی احادیث میں تصریح ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا	اور وہ کہیں گے تمام تعریف ہے اللہ کی جسنے دور کیا ہم سے غم *58۔	34. And they will say: All the praises be to Allah, who has removed from us

grief.*58 Indeed, Our Lord is Forgiving Appreciative. *59	یقیناً ہمارا رب ہے بخشنے والا قدردان۔ *59	لَغَفُوۡرٌ شَکُوۡرُۨ ﴿۳۴﴾

*58 "Sorrow": Sorrow of every kind: sorrows and griefs and worries of the world and of the Hereafter with regard to the final end. It means: Now we have nothing to worry about: now there can be no question of any sorrow and trouble afflicting us here.

*58 ہر قسم کا غم۔ دنیا میں جن فکروں اور پریشانیوں میں مبتلا تھے ان سے بھی نجات ملی، عقبیٰ میں اپنے انجام کی جو فکر لاحق تھی وہ بھی ختم ہوئی، اوراب آگے چین ہی چین ہے، کسی رنج والم کا کوئی سوال ہی باقی نہ رہا۔

*59 That is He has forgiven us our errors, has appreciated whatever little provision of deeds we had brought and blessed us with His Paradise as a reward.

*59 یعنی ہمارے قصور اس نے معاف فرما دیے اور عمل کی جو تھوڑی سی پونجی ہم لائے تھے اس کی ایسی قدر فرمائی کہ اپنی جنت اس کے بدلے میں ہمیں عطا فرمادی۔

35. He who has lodged us in an eternal abode by His grace. *60 There will not touch us in it any toil, nor will touch us in it weariness. *61	وہ جس نے ٹھیرایا ہمیں ہمیشہ کے رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے۔ *60 نہ پہنچے گی ہمیں اس میں مشقت اور نہ پہنچے گی ہمیں اس میں تھکاوٹ۔ *61	الَّذِیۡۤ اَحَلَّنَا دَارَ الۡمُقَامَۃِ مِنۡ فَضۡلِہٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیۡہَا نَصَبٌ وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیۡہَا لُغُوۡبٌ ﴿۳۵﴾

*60 That is, the world was a stage in our journey of life, which we have crossed, and the plain of Resurrection also is a stage of the same journey, which we have also crossed.

Now we have reached a place which is our eternal abode: we have not to go elsewhere from here.

60*یعنی دنیا ہماری سفر حیات کی ایک منزل تھی جس سے ہم گزر آئے ہیں، اور میدان حشر بھی اس سفر کا ایک مرحلہ تھا جس سے ہم گزر لیے ہیں، اب ہم اس جگہ پہنچ گئے ہیں جہاں سے نکل کر پھر کہیں جانا نہیں ہے۔

*61 In other words, all our toils and afflictions have come to an end. Now we do not have to perform any work here in carrying out which we might have to experience any rigor or hardship and after carrying out which we might be fatigued.

61*بالفاظ دیگر ہماری تمام محنتوں اور تکلیفوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب یہاں ہمیں کوئی ایسا کام نہیں کرنا پڑتا جس کے انجام دینے میں ہم کو مشقت پیش آتی ہو اور جس سے فارغ ہو کر ہم تھک جاتے ہوں۔

وَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَهُمۡ نَارُ جَهَنَّمَ‌ ۚ لَا يُقۡضٰى عَلَيۡهِمۡ فَيَمُوۡتُوۡا وَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمۡ مِّنۡ عَذَابِهَا‌ ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِىۡ كُلَّ كَفُوۡرٍ‌ ۚ ﴿۳۶﴾	اور وہ جنہوں نے کفر کیا *62 انکے لئے ہے آگ دوزخ کی ۔ نہ قضا آئے گی ان پر کہ وہ مرجائیں اور نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے کچھ اسکا عذاب۔ ایسا ہی ہم بدلہ دیتے ہیں ہر ناشکرے کو۔	36. And those who disbelieved, *62 for them is the fire of Hell. Neither will it be decreed on them that they should die, nor will be lightened for them of its punishment. Thus do We recompense every ungrateful.

*62 “Who disbelieved”: Who have refused to believe in the Book which Allah has sent down on Muhammad (peace be upon him).

62*یعنی اس کتاب کو ماننے سے انکار کر دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے۔

37. And they will cry aloud therein: Our Lord, bring us out, so that we may do righteous deeds, other than what we used to do. Is it not that We granted you a life that would have received admonition therein, whoever desired an admonition. *63 And there had come to you the warner. Then taste, so none is there, for the wrongdoers any helper.

اور وہ چلائیں گے اسمیں۔ ہمارے رب ہمکو نکال لے تاکہ ہم کریں نیک عمل مختلف ان کے جو ہم کرتے تھے۔ اور کیا نہیں کہ ہم نے تمکو عمر دی تھی کہ نصیحت حاصل کرتا اس میں جو کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہتا *63 اور آیا تھا تمہارے پاس ڈرانے والا۔ تو چکھو پس نہیں ہے ظالموں کے لئے کوئی مددگار۔

وَ هُمۡ يَصۡطَرِخُوۡنَ فِيۡهَا‌ ۚ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَيۡرَ الَّذِىۡ كُنَّا نَعۡمَلُ‌ ؕ اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيۡرُ‌ ؕ فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ نَّصِيۡرٍ ﴿۳۷﴾

*63 This implies every such age of life in which a person may be able to distinguish between good and evil, truth and falsehood, if he likes to, and turn to right guidance instead of deviation, if he wishes. If a person has died before attaining such an age, he will not be called to any account according to this verse. However, the one who has attained this age will certainly be held answerable for his actions. Then, as long as he lives after attaining this age and gets more and more opportunities for choosing and adopting the right path, his responsibility also will increase accordingly; so much so that the one who does not adopt right guidance even in old age will have no chance left for making any

excuse. This same thing has been reported by Abu Hurairah and Sahl bin Saad as-Saidi in a Hadith, saying: The one who lives a short life has an excuse to offer, but there is no room for making an excuse for him who lives for 60 years or more.” (Bukhari Ahmad, Nasai, Ibn Jarir, Ibn Abi Hatim).

*63 اس سے مراد ہر وہ عمر ہے جس میں آدمی اس قابل ہو سکتا ہو کہ اگر وہ نیک و بد اور حق و باطل میں امتیاز کرنا چاہے تو کر سکے اور گمراہی چھوڑ کر ہدایت کی طرف رجوع کرنا چاہے تو کر سکے۔ اس عمر کو پہنچنے سے پہلے اگر کوئی شخص مر چکا ہو تو اس آیت کی رُو سے اس پر کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔ البتہ جو اس عمر کو پہنچ چکا ہو وہ اپنے عمل کے لیے لازماً جواب دہ قرار پائے گا، اور پھر اس عمر کے شروع ہو جانے کے بعد جتنی مدت بھی وہ زندہ رہے اور سنبھل کر راہ راست پر آنے کے لیے جتنے مواقع بھی اسے ملتے چلے جائیں اتنی ہی اس کی ذمہ داری شدید تر ہوتی چلی جائی گی، یہاں تک کہ جو شخص بڑھاپے کو پہنچ کر بھی سیدھا نہ ہو اس کے لیے کسی عذر کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔ یہی بات ہے جو ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سہل بن سعد ساعدی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی ہے کہ جو شخص کم عمر پائے اس کے لیے تو عذر کا موقع ہے، مگر 60 سال اور اس سے اوپر عمر پانے والے کے لیے کوئی عذر نہیں (بخاری، احمد، نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم وغیرہ)۔

38. Indeed, Allah is Knower of the unseen of the heavens and the earth. Indeed, He is Aware of what is in the breasts.	بیشک اللہ جاننے والا ہے غیب کا آسمانوں اور زمین کے۔ بیشک وہ واقف ہے اس سے جو سینوں میں ہے۔	اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۳۸
39. He it is who has made you successors in the earth. *64 So whoever disbelieved, upon him is his	وہ ہی ہے جس نے بنایا تمکو جانشین زمین میں۔ *64 سو جس نے کفر کیا تو اسی پر ہے اسکا کفر *65 ۔اور	هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ

disbelief. *65 And does not increase for the disbelievers, their disbelief, with their Lord except in wrath. And does not increase for the disbelievers, their disbelief, except in loss.

نہیں بڑھاتا کافروں کو انکا کفر انکے رب کے پاس سوائے غضب کے۔ اور نہیں بڑھاتا کافروں کو انکا کفر سوائے خسارے کے۔

كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَ لَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾

*64 This can have two meanings:
(1) Now He has settled you on His earth after the passing away of the previous generations and nations.
(2) The powers and authority that He has given to you over different things in the earth are not meant to make you the owners of these things but are meant to enable you to function as the representatives of their real Owner.

*64اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اس نے پچھلی نسلوں اور قوموں کے گزر جانے کے بعد اس نے تم کو ان کی جگہ اپنی زمین میں بسایا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اس نے تمہیں زمین میں تصرف کے جو اختیارات دیے ہیں وہ اس حیثیت سے نہیں ہیں کہ تم ان چیزوں کے مالک ہو، بلکہ اس حیثیت سے ہیں کہ تم اصل مالک کے خلیفہ ہو۔

*65 If the previous sentence is taken to mean that you have been made successors to the previous nations, this sentence would mean this: The one who did not learn any lesson from the fate of the previous nations and adopted the conduct of disbelief due to which those nations have gone to their doom, will himself see the evil end of his folly. And if the sentence is taken to mean this that Allah has delegated

to you powers and authority as His vicegerents in the earth, this sentence would mean: He who forgot this position of vicegerency and became independent, or he who adopted service of someone else, apart from his real Master, would see the evil end of his rebellious conduct himself.

*65 اگر پہلے فقرے کا یہ مطلب لیا جائے کہ تم کو پچھلی قوموں کا جانشین بنایا ہے تو اس فقرے کے معنی یہ ہوں گے کہ جس نے گزشتہ قوموں کے انجام سے کوئی سبق نہ لیا اور وہی کفر کا رویہ اختیار کیا جس کی بدولت وہ قومیں تباہ ہو چکی ہیں، وہ اپنی اس حماقت کا نتیجہ بد دیکھ کر رہے گا۔ اور اگر اس فقرے کا مطلب یہ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے خلیفہ کی حیثیت سے زمین میں اختیارات عطا کیے ہیں تو اس فقرے کے معنی یہ ہوں گے کہ جو اپنی حیثیت خلافت کو بھول کر خود مختار بن بیٹھا یا جس نے اصل مالک کو چھوڑ کر کسی اور کی بندگی اختیار کرلی وہ اپنی اس باغیانہ روش کا برا انجام دیکھ لے گا۔

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوۡنِىۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ اَمۡ لَهُمۡ شِرۡكٌ فِى السَّمٰوٰتِ ۚ اَمۡ اٰتَيۡنٰهُمۡ كِتٰبًا فَهُمۡ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنۡهُ ۚ بَلۡ اِنۡ يَّعِدُ الظّٰلِمُوۡنَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا اِلَّا غُرُوۡرًا ﴿۴۰﴾

کہو کیا دیکھا ہے تم نے اپنے شریکوں کو *66 جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا۔ مجھے دکھاؤ کیا پیدا کیا ہے انہوں نے زمین میں سے یا انکی ہے شرکت آسمانوں میں۔ یا ہم نے دی ہے انکو کتاب تو وہ ہیں سند پر جسکی *67 ۔بلکہ نہیں وعدہ دیتے ہیں ظالم ان میں سے ایک دوسرے کو سوائے فریب کے۔ *68

40. Say: Have you seen partners of yours *66 to whom you call upon other than Allah. Show me what they have created on the earth, or do they have a partnership in the heavens. Or have We given them a book so they are on an evidence therefrom. *67 But do not promise wrongdoers to one another except delusion. *68

*66 “Associates of yours”, because they are not in fact the associates of Allah, but the ones whom the polytheists themselves have made associates of Allah.

*66 ’اپنے شریک ‘‘کا لفظ اس لیے استعمال فرمایا گیا ہے کہ در حقیقت وہ خدا کے شریک تو ہیں نہیں، مشرکین نے ان کو اپنے طور پر اس کا شریک بنا رکھا ہے۔

*67 That is, do they possess a written sanction from Us in which We might have indicated that We have given such and such persons the powers to heal the sick, or to get jobs for the jobless, or to fulfill needs of the needy, or that We have made such and such beings Our representatives in such and such parts of the earth and now it is in their hands to make or mar the destinies of the people of those parts; therefore, Our servants now should pray to them and present gifts and offerings before them, and for whatever blessings they receive they should thank those demigods only? If you possess any such sanction, produce it. And if you have no such sanction, you should consider on what grounds you have invented these polytheistic creeds and practices. When you are asked as to what sign is there in the heavens and the earth that may point to your self invented gods as being God’s associates, you cannot point out any. When you are asked to produce any divine sanction from any Book of Allah, or from your own possession, or from the possession of your self-invented gods, which may testify to God s having Himself delegated to them those powers which you assign to them, you do not produce any. What then is the basis of your these creeds and concepts? Are you the owners of the divine rights and powers that you may

assign and distribute them to whomsoever you please?

*67 یعنی کیا ہمارا لکھا ہوا کوئی پروانہ ان کے پاس ایسا ہے جس میں ہم نے یہ تحریر کیا ہو کہ فلاں فلاں اشخاص کو ہم نے بیماروں کو تندرست کرنے، یا بے روزگاروں کو روزگار دلوانے، یا حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرنے کے اختیارات دیے ہیں، یا فلاں فلاں ہستیوں کو ہم نے اپنی زمین کے فلاں حصوں کا مختارِ کار بنا دیا ہے اور ان علاقوں کے لوگوں کی قسمتیں بنانا اور بگاڑنا اب ان کے ہاتھ میں ہے، لہٰذا ہمارے بندوں کو اب انہی سے دعائیں مانگنی چاہییں اور انہی کے حضور نذریں اور نیازیں چڑھانی چاہییں اور جو نعمتیں بھی ملیں ان پر انہی "چھوٹے خداؤں" کا شکر بجا لانا چاہیے۔ ایسی کوئی سند اگر تمہارے پاس ہے تو لاؤ اسے پیش کرو۔ اور اگر نہیں ہے تو خود ہی سوچو کہ یہ مشرکانہ عقائد اور اعمال آخر تم نے کس بنیاد پر ایجاد کر لیے ہیں۔ تم سے پوچھا جاتا ہے کہ زمین اور آسمان میں کہیں تمہارے ان بناوٹی معبودوں کے شریک خدا ہونے کی کوئی علامت پائی جاتی ہے؟ تم اس کے جواب میں کسی علامت کی نشان دہی نہیں کر سکتے۔ تم سے پوچھا جاتا ہے کہ خدا نے اپنی کسی کتاب میں ہی فرمایا ہے، یا تمہارے پاس یا ان بناوٹی معبودوں کے پاس خدا کا دیا ہوا کوئی پروانہ ایسا موجود ہے جو اس امر کی شہادت دیتا ہو کہ خدا نے خود انہیں وہ اختیارات عطا فرمائے ہیں جو تم ان کی طرف منسوب کر رہے ہو؟ تم وہ بھی پیش نہیں کر سکتے۔ اب آخر وہ چیز کیا ہے جس کی بنا پر تم اپنے یہ عقیدے بنائے بیٹھے ہو؟ کیا تم خدائی کے مالک ہو کہ خدا کے اختیارات جس جس کو چاہو بانٹ دو؟

*68 That is, these religious guides, saints, priests, sorcerers, preachers and attendants of shrines and their agents are fooling the people for selfish motives, and are concocting stories to give them false hopes that if they became the followers of such and such personalities, apart from God, they would have all their wishes and needs fulfilled in the world, and all their sins, no matter-how grave and numerous, forgiven by Allah in the Hereafter.

*68 یعنی یہ پیشوا اور پیر، یہ پنڈت اور پروہت، یہ کاہن اور واعظ، یہ مجاور اور ان کے ایجنٹ محض اپنی دوکان چمکانے کے لیے عوام کو اُلو بنا رہے ہیں اور طرح طرح کے قصے گھڑ گھڑ کر لوگوں کو یہ جھوٹے بھروسے دلا رہے

ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر فلاں فلاں ہستیوں کے دامن تھام لوگے تو دنیا میں تمہارے سارے کام بن جائیں گے اور آخرت میں تم چاہے کتنے ہی گناہ سمیٹ کر لے جاؤ، وہ اللہ سے تمہیں بخشوا لیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمۡسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا ۚ وَ لَئِنۡ زَالَـتَاۤ اِنۡ اَمۡسَكَهُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا ﴿۴۱﴾	بیشک اللہ تھامے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ نہ وہ ٹل جائیں۔ اور اگر وہ ٹلنے لگیں تو نہیں جو انکو تھام سکے کوئی بھی اس کے بعد۔ *69 بیشک وہ ہے بردبار بخشنے والا۔ *70	41. Indeed, Allah holds the heavens and the earth, lest they move away. And if they were to move away, none could hold them, any one after Him. *69 Indeed, He is Forbearing, Oft Forgiving. *70

*69 That is, this limitless universe is being sustained by Allah alone. No angel, or jinn, or prophet, or saint can sustain it. Not to speak of sustaining the universe these helpless creatures do not even have the power to sustain their own selves. Each one of them is entirely dependent on Allah Almighty for his birth and survival every moment. To think that any one of them has any share in the attributes and powers of divinity is sheer folly and deception.

*69 یعنی یہ اتھاہ کائنات اللہ تعالیٰ کے قائم رکھنے سے قائم ہے۔ کوئی فرشتہ یا جن یا نبی یا ولی اس کو سنبھالے ہوئے نہیں ہے۔ کائنات کو سنبھالنا تو درکنار، یہ بے بس بندے تو اپنے وجود کے سنبھالنے پر بھی قادر نہیں۔ ہر ایک اپنی پیدائش اور اپنی بقاء کے لیے ہر آن اللہ جلّ شانہ کا محتاج ہے۔ ان میں سے کسی کے متعلق یہ سمجھنا کہ خدائی کی صفات اور اختیارات میں اس کا کوئی حصہ ہے خالص حماقت اور فریب خوردگی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

*70 That is, it is Allah's Clemency and Forbearance that He

is not seizing the culprits immediately in punishment in spite of All kinds of disobedience which are being shown towards Him.

*70 یعنی یہ سراسر اللہ کا حِلم اور اس کی چشم پوشی ہے کہ اتنی بڑی گستاخیاں اس کی جناب میں کی جا رہی ہیں اور پھر بھی وہ سزا دینے میں جلدی نہیں کر رہا ہے۔

وَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ لَئِنۡ جَآءَہُمۡ نَذِیۡرٌ لَّیَکُوۡنُنَّ اَہۡدٰی مِنۡ اِحۡدَی الۡاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ نَذِیۡرٌ مَّا زَادَہُمۡ اِلَّا نُفُوۡرَا ۙ ﴿۴۲﴾	اور انہوں نے قسمیں کھائیں اللہ کی سخت تر اپنی قسمیں کہ اگر انکے پاس آیا خبردار کرنے والا تو یہ ضرور ہو جا ئیں گے ہدایت پر بڑھکر ہر ایک امت سے *71 ۔ پس جب آیا انکے پاس خبردار کرنے والا تو نہ بڑھی انکی مگر نفرت۔	42. And they swore by Allah, most binding oaths of theirs, that if came to them a warner, they would surely be more guided than any of the nations. *71 Then when came to them a warner, it did not increase them except in aversion.

*71 Before the advent of the Prophet (peace be upon him), the same thing used to be said by the Arabs, in general, and by the Quraish, in particular, when they witnessed the moral degeneration of the Jews and the Christians. Mention of this saying of theirs has also been made in Surah Al-Anaam, Ayats 156-157 and in Surah As-Saffat, Ayats 167-169.

*71 یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب کے لوگ عموماً اور قریش کے لوگ خصوصاً یہود و نصاریٰ کی بگڑی ہوئی اخلاقی حالت کو دیکھ کر کہا کرتے تھے۔ ان کے اس قول کا ذکر اس سے پہلے سورۃ الانعام (آیت 156۔157) میں بھی گزر چکا ہے اور آگے سورہ صافات (167 تا 169) میں بھی آ رہا ہے۔

43. Arrogance in the land and plotting of the evil. And does not encompass the evil plot except its plotters. Then, are they awaiting except the way of (Allah) upon the former people. *72 So never will you find in the way of Allah a change. And never will you find in the way of Allah alteration.

تکبر زمین میں اور چال برائی کی اور نہیں گھیرتی بری چال مگر اسکے چلنے والوں کو۔ توکیا انتظار کررہے ہیں یہ مگر (اللہ) کی سنت کا پہلے لوگوں پر *72 سو ہرگز نہ پاؤ گے تم اللہ کی سنت میں تبدیلی۔ اور ہرگز نہ پاؤ گے تم اللہ کی سنت میں تغیر۔

اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَ لَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾

*72 That is, this Law of Allah that the nation which repudiates its Prophet, is destroyed should be applied in their case as well.

*72یعنی اللہ کا یہ قانون ان پر بھی جاری ہو جائے کہ جو قوم اپنے نبی کو جھٹلاتی ہے وہ تباہ ہو جاتی ہے۔

44. And have they not traveled in the land that they could see how was the end of those before them. And they were mightier than these in power. And such is not Allah that escapes Him anything in the

اورکیا نہیں وہ چلے پھرے زمین میں تاکہ وہ دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا جو اِن پہلے تھے۔ اور وہ تھے بہت زیادہ اِن سے قوت میں۔ اور نہیں ایسا اللہ کہ عاجز کر سکے اسکو کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي

heavens, nor in the earth. Indeed, He is All Knowing, All Omnipotent.	زمین میں ۔ بیشک وہ ہے علم والا قدرت والا ۔	السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾
45. And if were to seize Allah the people for what they earned, He would not leave on its (earth) back any living creature, but He reprieves them unto an appointed term. Then when reaches their term, then indeed Allah is All Seer of His slaves.	اور اگر پکڑنے لگتا اللہ لوگوں کو اسکے سبب جو انہوں نے کمایا تو نہ چھوڑتا اس (زمین) کی پشت پر کوئی زندہ رہنے والے کو ۔ لیکن وہ مہلت دیتا ہے انکو ایک وقت مقرر تک ۔ سو جب آجائے گا ان کا وقت سو یقیناً اللہ ہے اپنے بندوں کو دیکھنے والا ۔	وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾